بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَد نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدرٍ وَّ اَنتُم اَذِلَّۃٌ

جلد 46 — شمارہ 13

ہفت روزہ بدر قادیان

The Weekly BADR Qadian

ایڈیٹر: منیر احمد خادم
نائبین: محمد نسیم خان، منصور احمد

Postal Registration No:p/GDP-23

شرح چندہ: سالانہ 100 روپے۔ بیرونی ممالک بذریعہ ہوائی ڈاک 20 پونڈ یا 40 ڈالر امریکن۔ بذریعہ بحری ڈاک 10 پونڈ یا 20 ڈالر امریکن۔

17 ذیقعدہ 1417 ہجری 27 امان 1367 ہش 27 مارچ 97ء

ہفت روزہ بدر قادیان۔143516

## اخبار احمدیہ

لندن ۱۴/ مارچ (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیر و عافیت ہیں۔ حضور انور نے آج خطبہ جمعہ میں گزشتہ خطبہ کے تسلسل کو جاری رکھتے ہوئے احباب جماعت کو اخلاق حسنہ اپنانے اور لغویات اور برائیوں سے باز رہنے کی طرف توجہ دلائی۔ احباب کرام اپنے جان دل سے پیارے آقا کی صحت و سلامتی درازی عمر و مقاصد عالیہ میں معجزانہ کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔ (ادارہ)

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

# جو شخص اچھے اخلاق ظاہر کرتا ہے اس کے دشمن بھی دوست ہو جاتے ہیں

”اصل بات یہ ہے کہ تقویٰ کا رعب دوسروں پر بھی پڑتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ متقیوں کو ضائع نہیں کرتا۔ میں نے ایک کتاب میں پڑھا ہے کہ حضرت سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ، جو بڑے اکابر میں سے ہوئے ہیں۔ ان کا نفس بڑا مطہر تھا۔ ایک بار انہوں نے اپنی والدہ سے کہا کہ میرا دل دنیا سے برداشتہ ہے۔ میں چاہتا ہوں کو کوئی پیشوا تلاش کروں جو مجھے سکینت اور اطمینان کی راہیں دکھلائے۔ والدہ نے جب دیکھا کہ یہ اب ہمارے کام کا نہیں رہا، تو ان کی بات کو مان لیا اور کہا کہ اچھا میں رخصت کرتی ہوں۔ یہ کہہ کر اندر گئی اور اسّی مہریں جو اس نے جمع کی ہوئی تھیں، اٹھالائی اور کہا کہ ان مہروں سے حصہ شرعی کے موافق چالیس مہریں تیری ہیں اور چالیس تیرے بڑے بھائی کی۔ اس لئے چالیس مہریں تجھے بحصہ رسدی دیتی ہوں۔ یہ کہہ کر وہ چالیس مہریں ان کی بغل کے نیچے پیراہن میں سی دیں اور کہا کہ امن کی جگہ پہنچ کر نکال لینا اور عند الضرورت اپنے صرف میں لانا۔ سید عبد القادر صاحبؒ نے اپنی والدہ سے عرض کی کہ مجھے کوئی نصیحت فرماویں۔ انہوں نے کہا کہ بیٹا جھوٹ کبھی نہ بولنا۔ اس سے بڑی برکت ہوگی۔ اتنا سن کر آپؒ رخصت ہوئے۔ اتفاق ایسا ہوا کہ جس جنگل میں سے ہو کر آپ گزرے اس میں چند راہزن قزاق رہتے تھے۔ جو مسافروں کو لوٹ لیا کرتے تھے۔ دور سے سید عبد القادر صاحبؒ پر بھی ان کی نظر پڑی۔ قریب آئے تو انہوں نے کمبل پوش فقیر سا دیکھا۔ ایک نے ہنسی سے دریافت کیا کہ تیرے پاس کچھ ہے؟ آپ ابھی اپنی والدہ سے تازہ نصیحت سن کر آئے تھے کہ جھوٹ نہ بولنا۔ فی الفور جواب دیا کہ ہاں چالیس مہریں میری بغل کے نیچے ہیں۔ جو میری والدہ نے کیسہ کی طرح سی دی ہیں۔ اس قزاق نے سمجھا کہ یہ ٹھٹھا کرتا ہے۔ دوسرے قزاق نے جب پوچھا تو اس کو بھی یہی جواب دیا۔ الغرض ہر ایک چور کو یہی جواب دیا۔ وہ ان کو اپنے امیر قزاقان کے پاس لے گئے کہ بار بار یہی کہتا ہے۔ امیر نے کہا اچھا اس کا کپڑا دیکھو تو سہی۔ جب تلاشی لی گئی تو واقعی چالیس مہریں برآمد ہوئیں۔ وہ حیران ہوئے کہ یہ عجیب آدمی ہے ہم نے ایسا آدمی کبھی نہیں دیکھا۔ امیر نے آپؒ سے دریافت کیا کہ کیا وجہ ہے کہ تو نے اس طرح اپنے مال کا پتہ بتادیا؟ آپؒ نے فرمایا کہ میں خدا کے دین کی تلاش میں جاتا ہوں۔ روانگی پر والدہ صاحبہ نے نصیحت فرمائی تھی کہ جھوٹ کبھی نہ بولنا۔ یہ پہلا امتحان تھا۔ میں جھوٹ کیوں بولتا۔ سن کر امیر قزاقان رو پڑا، اور کہا کہ آہ! میں نے ایک بار بھی خدا تعالیٰ کا حکم نہ مانا۔ چوروں سے مخاطب ہو کر کہا کہ اس کلمہ اور اس شخص کی استقامت نے میرا تو کام تمام کر دیا ہے۔ اب میں تمہارے ساتھ نہیں رہ سکتا اور توبہ کرتا ہوں۔ اس کے کہنے کے ساتھ ہی باقی چوروں نے بھی توبہ کرلی۔۔۔۔۔ میں ”چوروں قطب بنایا ای“ اس واقعہ کو سمجھتا ہوں۔ الغرض سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ پہلے بیعت کرنے والے چور ہی تھے۔

اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”یا ایھا الذین آمنوا اصبروا“ (آل عمران: ۲۰۱) صبر ایک نقطہ کی طرح پیدا ہوتا ہے اور پھر دائرہ کی شکل اختیار کر کے سب پر محیط ہو جاتا ہے۔ آخر بدمعاشوں پر بھی اس کا اثر پڑتا ہے اس لئے ضروری ہے کہ انسان تقویٰ کو ہاتھ سے نہ دے اور تقویٰ کی راہوں پر مضبوطی سے قدم مارے کیونکہ متقی کا اثر پڑتا ہے اور اس کا رعب مخالفوں کے دل میں بھی پیدا ہو جاتا ہے۔

تقویٰ کے بہت سے اجزاء ہیں۔ عجب، خود پسندی مال حرام سے پرہیز اور بد اخلاقی سے بچنا بھی تقویٰ ہے۔ جو شخص اچھے اخلاق ظاہر کرتا ہے اس کے دشمن بھی دوست ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”ادفع بالتی ھی احسن“ (المومنون: ۹۷)

اب خیال کرو کہ یہ ہدایت کیا تعلیم دیتی ہے؟ اس ہدایت میں اللہ تعالیٰ کا یہ منشاء ہے کہ اگر مخالف گالی بھی دے تو اس کا جواب گالی سے نہ دیا جائے بلکہ اس پر صبر کیا جائے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ مخالف تمہاری فضیلت کا قائل ہو کر خود ہی نادم اور شرمندہ ہوگا اور یہ سزا اس سزا سے بہت بڑھ کر ہوگی جو انتقامی طور پر تم اس کو دے سکتے ہو۔ یوں تو ایک ذرا سا آدمی اقدام قتل تک نوبت پہنچا سکتا ہے لیکن انسانیت کا تقاضا اور تقویٰ کا منشاء یہ نہیں ہے۔ خوش اخلاقی ایک ایسا جوہر ہے کہ موذی سے موذی انسان پر بھی اس کا اثر پڑتا ہے۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے کہ ؂

”لطف کن لطف کہ بیگانہ شود حلقہ بگوش“

(ملفوظات جلد اول [طبع جدید] صفحہ ۴۹ تا ۵۱)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر: نگران بورڈ بدر قادیان

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ہفت روزہ بدر قادیان | اداریہ | 27/ مارچ 1997ء

# فیشن کے رنگ میں بُرائی پر پابندی

آجکل یہ فیشن بن چکا ہے کہ سیاسی جماعتیں بھی اپنے اپنے پیش کردہ منشور میں عوام کو بعض بدعادتوں سے چھڑانے کے وعدے کرتی ہیں اور حال ہی میں بعض سیاسی جماعتوں نے اپنی کامیابی کے بعد اپنے اپنے صوبوں میں ان برائیوں پر جبراً روک لگائی بھی ہے مثلاً آندھراپردیش اور ہریانہ میں یہاں کی برسر اقتدار پارٹی نے اپنے وعدہ کے مطابق شراب پر پابندی عائد کردی ہے اور حال ہی میں دہلی کی سٹیٹ حکومت کی جانب سے سربازار اور پبلک جگہوں پر تمباکو نوشی پر کاغذی پابندی لگائی ہے۔

اس بات سے کسی کو انکار نہیں کہ شراب نوشی ایک نہایت بدعادت ہے جو کہ کئی طرح کی اخلاقی، سماجی اقتصادی، اور معاشرتی بے اطمینانیوں کی جڑ ہے اور اس سے کئی طرح کے میڈیکل مسائل پیدا ہوتے ہیں اسی طرح تمباکو نوشی سے بھی کئی طرح کی بھیانک بیماریاں سر اٹھاتی ہیں۔ اس کے استعمال سے پھیپھڑے کی بیماریوں اور کینسر کی شرح میں گزشتہ سالوں میں کئی گنا اضافہ ہوا ہے۔

لیکن سوال یہ ہے کہ کیا یہ طریق برائیوں سے چھڑانے کا ہے اور یہ طریق کس حد تک درست اور قابلِ عمل ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جب تک برائی سے چھڑانے والوں اور برائیوں سے پرہیز کرنے والوں کی نیتیں صاف نہ ہوں اس وقت تک حقیقی طور پر ان برائیوں سے نجات مل ہی نہیں سکتی سیاسی جماعتوں کا مقصد ہرگز ان برائیوں سے چھڑانا نہیں بلکہ وہ تو اس طریق سے سماج کے اس طبقے سے ووٹ حاصل کرنا چاہتی ہیں جو اپنے لواحقین کی ان بدعادتوں کی وجہ سے سخت پریشان ہے۔ خاص طور پر اس عمل سے عورتوں کے ووٹ حاصل کئے جاتے ہیں کیونکہ بالعموم ہندوستانی عورت نہ تو خود شراب پیتی ہے اور نہ ہی اپنے خاوند، بھائی اور باپ کے متعلق پسند کرتی ہے کہ وہ شراب پی کر گھر میں داخل ہو۔ کیونکہ مردوں کے شراب پینے کے بعد اکثر مظالم کا نشانہ عورتیں ہی بنتی ہیں۔ شراب پی کر بلاوجہ عورتوں کو مارا جاتا ہے۔ شراب کی عادت کے نتیجہ میں مرد اپنی آمد بجائے اپنے گھر پر اور اپنے بال بچوں پر خرچ کرنے کے فضول خرچی میں ضائع کر دیتا ہے اور غریب عورتیں اور بچے ایک طرف تو اپنے مردوں سے شراب پینے کے نتیجہ میں دُکھی ہوتے ہیں۔ دوسرے گھر کے اخراجات کی تنگی سے سخت بے چینی کے دن گزارتے ہیں۔ اور پھر بات یہاں تک آگے بڑھتی ہے کہ شراب پینے کے بعد اس حد تک ہوش ماری جاتی ہے کہ اپنی اور پرائی عورت کی تمیز بھی باقی نہیں رہتی یہاں تک کے بعض صورتوں میں ماں، بہنیں تک کی تمیز ختم ہو جاتی ہے۔ ایسی مصیبتوں کا شکار معاشرے میں ہر طرح کی عورتیں ہیں ان میں ہندو عورتیں بھی شامل ہیں سکھ عورتیں بھی شامل ہیں اور مسلمان عورتیں بھی شامل ہیں اور چونکہ ہر جگہ ہی ووٹ ڈالنے والوں میں ایک کثیر تعداد عورتوں کی ہے اور عورتیں یقیناً کسی بھی پارٹی کی قسمت کو بدل سکتی ہیں اس لئے اس پابندی کے نتیجہ میں شراب پر پابندی لگانے والی پارٹیوں کا تو فائدہ ہوا لیکن عوام کا کچھ خاص فائدہ نہیں ہوا۔

یہ طریق برائیوں سے نجات دلانے کا ہرگز نہیں ہے کیونکہ برائیوں سے پرہیز تو برائیوں سے نفرت کے نتیجہ میں ہی ہو سکتا ہے اور یہ نفرت خداخوفی کے نتیجہ میں ہوتی ہے یا اس شخص کے حکم سے جس سے کسی کو دلی محبت ہو ورنہ باوجود قانون بنانے کے لوگ چوری چھپے شراب پیتے ہیں ہریانہ کے لوگ پنجاب، دہلی اور راجستھان میں جاکر شراب پی سکتے ہیں اور آندھرا کے عوام کرناٹک یا مہاراشٹر میں جاکر شراب پی لیتے ہیں اور بعض پولیس والے رشوت لے کر اس کی اجازت دے بھی دیتے ہیں کہ اپنے اپنے صوبوں میں شراب لائی جا سکے۔ راقم الحروف کو گزشتہ دنوں ہریانہ جانے کا اتفاق ہوا۔ معلوم ہوا کہ ہریانہ کے اکثر شرابی نہ صرف پنجاب میں جاکر شراب پیتے ہیں بلکہ رات کے وقت پولیس کے خوف سے شرابی حالت میں ہریانہ واپس آنے کی بجائے پنجاب میں ہی سو جاتے ہیں۔ چنانچہ بعض شرابیوں کی بیویوں نے وزیر اعلیٰ ہریانہ کی خدمت میں شکایت کی کہ ہم تو عجیب مصیبت میں پھنس گئی ہیں۔ پہلے ہمارے خاوند شراب پی کر دیر رات گئے صحیح، گھر تو واپس آہی جاتے تھے لیکن اب تو رات تمام پولیس کے خوف سے واپس گھر نہیں آتے۔ چنانچہ سنا گیا ہے کہ اس شکایت پر وزیر اعلیٰ موصوف نے پولیس کو ہدایت دی ہے کہ پنجاب سے شراب لانے پر تو بدستور پابندی رہے گی لیکن جو پنجاب سے شراب پی کر آتے ہیں اُن کو بحفاظت گھر پہنچا دیا جائے۔ یہ ایک لطیفہ ہی صحیح جس کو سُن کر کچھ دیر کیلئے لبوں پر مسکراہٹ کھیل جاتی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ سماج کی ایک ایسی تلخ حقیقت ہے جس کو سوچ کر دل سخت غمگین ہوتا ہے۔

پھر سوال یہ ہے کہ ان برائیوں سے نجات حاصل کرنے کا طریق کیا ہے کس طرح اس سماج کو برائیوں کی گہری دلدل سے نکالا جائے یہ کام اصل میں تو ان لوگوں کا تھا جو کہ اپنے آپ کو مذہبی لیڈر کہتے ہیں جو اپنے پاس اخلاقیات کی اعلیٰ تعلیمات ہونے کے دعویدار ہیں اور جو مندروں، مسجدوں، گوردواروں اور گرجوں سے منسلک ہیں لیکن نہایت افسوس سے لکھنا پڑتا ہے کہ خدا کے گھروں کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرنے والے یہ لیڈر مذہب کے نام پر عوام کو ایک دوسرے کے خلاف بھڑکانے اور انہیں لڑانے کا تو خوب ملکہ رکھتے ہیں لیکن اپنے اپنے ہم مذاہب کو اپنی اپنی روحانی کتب کی روشنی میں اخلاقی تعلیم دینے میں سخت ناکام ہیں۔ ہم نے کبھی نہیں دیکھا کہ کسی پنڈت نے ویدوں سے اخلاقی تعلیمات نکال نکال کر اخباروں میں شائع کرنے کا پروگرام بنایا ہو یا کسی پادری نے بائیبل کی مفید عوام تعلیمات کو صفحہ قرطاس پر لانے کی کوشش کی ہو یا اپنے اپنے ہم مذہب لوگوں کو یہ تعلیم دی ہو کہ وہ اپنے اپنے گھروں میں اپنی اولاد کو وید کی تعلیم دیں یا بائیبل کے آبِ حیات سے ان کی رُوحانی پیاس بجھائیں۔ یہی حال مسلمان لیڈروں کا بھی ہے آپ روز کے اخبارات اٹھا کر دیکھ لیں بعض مسلم لیڈر صرف اور صرف اپنے ذاتی مفادات کی خاطر سیاسی بیانات دیتے ہیں کبھی بابری مسجد کے نام پر عوام کو اشتعال دلاتے ہیں۔ کبھی اسلام کی جھوٹی محبت میں اپنے مفادات کے لئے مسلمانوں میں تفرقہ پیدا کرنے اور ان میں پھوٹ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کیا ہندوستان میں صرف ایک بابری مسجد ہی ہے جس کے انہدام اور شہادت کا مسئلہ ہے۔ ہندوستان میں ایسی ہزاروں مساجد ہیں جو ویرانی کی حالت میں پڑی ہیں جن کو عبادت کے لئے استعمال نہیں کیا جاتا۔ جانور تک مساجد میں باندھے جا رہے ہیں پھر ایک بابری مسجد ہی کیلئے اتنی پریشانی کیوں کیا باقی مساجد، مساجد نہیں، کیا وہ اس لئے غیروں کو بیچ دی گئیں کہ باوجود اللہ کا گھر ہونے کے اُن سے مسلم لیڈروں کو کچھ مفادات حاصل نہیں ہو سکتے۔

پس مذہبی لیڈروں کا فرض ہے کہ جبکہ وہ اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ عوام ان کی باتوں کا گہرا اثر لیتے ہیں تو وہ اس اثر کو مثبت رنگ میں استعمال کرنے کی کوشش کریں۔ اخلاقی تعلیمات کو عوام سے نظر انداز کرنے کا نتیجہ نکلا ہے کہ شہروں اور دیہاتوں میں لاکھوں ایسے نوجوان ہیں کہ جو اپنے پیٹ کی آگ بجھانے کیلئے دنیوی تعلیم تو حاصل کرتے ہیں لیکن اپنے دینی اثاثہ سے محروم رہتے ہیں اور لاکھوں ایسے ہیں جن کے پاس نہ تو اپنے دین کی تعلیم ہے اور نہ دنیا کی اور وہ صرف جانوروں کی طرح کی زندگی اس دنیا میں گزار کر بالآخر ایک دن موت کی آغوش میں چلے جاتے ہیں اور ہر مذہب کے ایسے جاہل و بے دین لوگوں کو پھر یہی مذہبی اور سیاسی لیڈر کہلانے والے اپنے اپنے مفادات کیلئے استعمال کرتے ہیں جس سے ایک طرف ملک کی اقتصادیات تباہ ہوتی ہے تو دوسری طرف ملک کی امن وامان والی فضا زہر آلود بن کر رہ جاتی ہے۔ (باقی) (منیر احمد خادم)

## یاد رکھیں گی تجھے قومیں سدا فضلِ عمر

آسماں سے مہدیٔ موعود نے پائی خبر
صاحبِ عظمت ملے گا تجھ کو اک لختِ جگر

ساری قومیں برکتیں پائیں گی اس موعود سے
نور قرآں سے منور ہونگی وہ محمود سے

وہ مجسم نور تھا نور علیٰ نور تھا
اک نشاں تھا اپنے مولیٰ کا وہ مثلِ طور تھا

سحر تھا اس کے بیاں میں کیا عجب تقریر تھی
جھوم جاتے تھے دل و جاں، کیا عجب تاثیر تھی

جلوہ گر ہوتا تھا اس پہ وہ سدا ربّ کریم
آپ کا استاد خود مولیٰ تھا وہ ربّ علیم

آپ مظلوموں کے حامی اور تھے ان کے نصیر
آپ کے دم سے رہائی پا گئے لاکھوں اسیر

یاد رکھیں گی تجھے قومیں سدا فضلِ عمر
رحمتیں بھیجیں گی تجھ پہ اے مسیحا کے پسر

ناصر وطاہر نے تیرے نام کو اونچا کیا
ساری دنیا میں تیرے ہی فیض کا چرچا کیا

ہے دعا مومنؔ کی تجھ پہ ہوں خدا کی رحمتیں
ساری قومیں ہر زماں میں پائیں تجھ سے برکتیں

(خواجہ عبدالمومن اوسلو ناروے)

# خطبہ جمعہ

## اپنی اولاد کو نیکی کے رستے پر گامزن رکھنا اور خطرات سے بچانا یہ آپ کا اخلاقی اور بنیادی فرض بھی ہے اور حق بھی ہے۔

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۳ جنوری ۱۹۹۷ء مطابق ۳ صلح ۱۳۷۶ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

[خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم* الحمد لله رب العلمين* الرحمٰن الرحيم* مٰلك يوم الدين* إياك نعبد وإياك نستعين* اهدنا الصراط المستقيم* صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين*﴾.

آج ہمارا نئے سال کا پہلا جمعہ ہے اور اس پہلو سے سال کے ادلنے بدلنے کا جو مضمون ہے یا سالوں کے ادلنے بدلنے کا مضمون اور ان کی اہمیت، اس سے متعلق چند عمومی باتیں کہوں گا اور اس کے بعد پھر انشاء اللہ وہی مضمون جو پہلے بیان ہو رہا تھا اور بیچ میں ایک دوسرے مضمون کی وجہ سے وقتی طور پر اسے چھوڑنا پڑا تھا یعنی عام طور پر جماعت احمدیہ کے اخلاقی معیار کو بلند کرنے سے متعلق چند نصائح، ان کو میں پھر کسی خطبے کا ایک حصہ بنا کر بالآخر اس طرف متوجہ ہوں گا۔

پہلی بات تو سال کے بدلنے سے جو ذہن میں ابھرتی ہے وہ دنیا داروں کا رد عمل ہے۔ جب بھی ایک سال دوسرے سال میں بدلتا ہے تو یہ احساس تو ہوتا ہے کہ کوئی ایسی بات ہوئی ہے جسے ایسے غفلت کی حالت میں گزرنے نہیں دینا چاہئے بلکہ اس تبدیلی کو بطور خاص پیش نظر رکھ کر کچھ ہمیں کرنا چاہئے۔ یہ کچھ کرنے کا جو مضمون ہے یہ مختلف قوموں کے اندر مختلف صورتوں میں ظاہر ہوتا ہے اور بسا اوقات مذہبی قوموں میں بھی اور غیرمذہبی قوموں میں بھی وہ لوگ جو حقیقت میں غفلت کی حالت میں رہ رہے ہیں یہ رد عمل صرف ایک بے ساختہ خوشی کے اظہار کی صورت میں منتج ہوتا ہے اس سے بڑھ کر اس کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔ کس بات کی خوشی ہے۔ کیا حساب کتاب کیا گیا، کیا ہی کھاتے بنائے گئے جن کے بعد انسان کہہ سکتا ہے کہ میں نے منافع میں سال بسر کیا ہے، نقصان میں نہیں کیا ہے اس طرف تو کوئی توجہ کسی کی نہیں جاتی۔ اب جو بارہ بجے کی گھنٹی بجائی گئی یعنی وہ جو BIG BANG ہے اس نے بارہ بجائے تو اس وقت اس قدر ایک وحشیانہ حالت اس قوم پر طاری تھی کہ شراب کے نشے میں دھت ہوئے ہوئے ہر قسم کی ان اخلاقی پابندیوں سے بھی آزاد ہو گئے جو بے اخلاق دنیا میں بھی کسی حد تک دیکھی جاتی ہیں۔ مثلاً ایک ایسی دنیا جہاں جنسی بے راہ روی بے محابا جاری ہو چکی ہو وہاں بھی کوئی ضابطہ اخلاق ہے کہ کسی چلتی ہوئی لڑکی کو بے وجہ ہاتھ نہیں لگانا مگر بارہ بجے جو ایک سال کے دوسرے سال میں تبدیل ہونے کا سنگم ہے اس وقت اس ہر چیز کی اجازت ہو جاتی ہے اور بے دھڑک وہ سمجھتے ہیں کہ یہ ہمارا خوشی کا اظہار ہے۔ تو حقیقت یہ ہے کہ سال کے بدلنے پر اگر کچھ ناچتا ہے تو وحشت ناچتی ہے اور اسی کا نام اظہار مسرت ہے، خوشی کا اظہار اور اس کا گزرے ہوئے سال سے کوئی بھی تعلق نہیں۔ آنے والے سال کو خوش آمدید کہنے کے ساتھ اس کا کیا تعلق ہے۔

پس جہاں تک مومن کا تعلق ہے وہ اپنے گزرے ہوئے سال اور آنے والے سال کو ایک مسلسل جاری پانی کی طرح دیکھتا ہے جو ہر لمحہ آگے بڑھ رہا ہے اور جو سنگم منائے جاتے ہیں یہ اس قسم کا ہی ہے جیسے اچانک کوئی آبشار آ جائے یا کوئی پل آ جائے جس کے نیچے سے پانی گزرے یا اردگرد کا منظر بدل جائے لیکن پانی کی رفتار، اس کا ہمیشہ آگے بڑھتے چلے جانا، ایک مقصد کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اور زندگی کو بھی انسان جب مختلف وقت کے پیمانوں میں دیکھتا ہے تو یہ تو سمجھتا ہے کہ پیمانہ کچھ بدلا ہوا دکھائی دے رہا ہے، کچھ اردگرد کا ماحول بدلا ہے، کچھ رفتار ڈھلوان کی وجہ سے بدلی یا چڑھائی آنے کے نتیجے میں روکیں پیدا ہوئیں غرضیکہ ایک رواں پانی کی طرح ایک زندگی کی مثال دیکھی جا سکتی ہے۔ اور اس تعلق میں جو سوچنے کی باتیں ہیں وہ وہی ہیں جو قرآن کریم نے ایک آیت میں بیان فرما دیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم سے تعلق رکھتی ہیں جو یہ ہے "و للآخرۃ خیر لک من الاولیٰ" سب زندگیاں گزر رہی ہیں، رواں دواں ہیں۔ کوئی بھی زندگی ساکت اور جامد ہو ہی نہیں سکتی کیونکہ سکوت اور جمود موت کا نام ہے۔ پس ہر چیز حرکت کر رہی ہے، ہر چیز آگے بڑھ رہی ہے مگر اے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیری زندگی اس طرح بڑھ رہی ہے کہ ہر آنے والا لمحہ گزرے ہوئے لمحے سے بہتر ہے اور بہتر ہوتا چلا جا رہا ہے۔ پس یہ وہ پیمانہ ہے جسے ہم پیمانہ صفات کہہ سکتے ہیں اور انسان اسی پیمانے سے خدا تعالیٰ کی ذات کو بھی دیکھتا ہے۔ تو بعینہ تمام صفات اس پیمانے پہ پوری اترتی ہیں۔ اگرچہ خدا میں تبدیلی نہیں مگر جس کائنات کو اس نے پیدا کیا ہے اس میں ہمہ وقت ایک تبدیلی ہے جو ادنیٰ سے اعلیٰ ہدف کی طرف ہے۔

پس ربوبیت کا مضمون ہے جو اس آیت کے حوالے سے سمجھ آتا ہے اور گزرتے ہوئے وقت کے حوالے سے سمجھ آتا ہے۔ پس ربوبیت جہاں بھی ایسی کائنات میں جلوہ گر ہے جہاں اختیار نہیں ہے وہاں بلاشبہ ہر آنے والا لمحہ اس مادی کائنات کا جو شعور کے ساتھ سفر نہیں کر رہی بلکہ بے اختیار قوانین کے تابع سفر کر رہی ہے وہ خدا کی ربوبیت کے عین منشاء کے مطابق آگے بڑھ رہی ہے۔ اس میں ہر آنے والا لمحہ پہلے سے بہتر ہے۔ ہر چیز منظم ہو رہی ہے، مرتب ہو رہی ہے، نئی نئی شاخیں نکل رہی ہیں اس میں سے۔ اور نشو و نما کا ایسا پھیلتا ہوا دائرہ ہے کہ جو معلوم ہوتا ہے کبھی بھی ختم نہیں ہو سکتا اور واقعتاً ختم نہیں ہو سکتا۔

یہ وہی دائرہ ہے جس کا ذکر قرآن کریم نے آیت الکرسی میں یوں فرمایا "و لا یحیطون بشیءٍ من علمه الا بما شآء" انسانی علم خدا تعالیٰ کے علم کے دائروں پر محیط نہیں ہو سکتا، اسے دائرے میں نہیں لے سکتا۔ صرف اس حد تک وہ علم پائے گا جس حد تک خدا اجازت دیدے۔ کیونکہ خدا کے دائرے جو تخلیق کے دائرے ہیں وہ پھیل رہے ہیں اور اسی طرح علم بھی پھیلتا چلا جاتا ہے۔ آج انسان ایک علم کے اوپر ایک دائرہ بنائے وہ سمجھے کہ میں نے اس پہ قابو پا لیا اس دائرے کو توڑ کر علم ضرور باہر نکل جائے گا۔ کیونکہ ہر آنے والا دن اس علم میں وسعت پیدا کرے گا، نئی شاخیں کھولے گا وہ اس برتن میں سما ہی نہیں سکتا پھر۔ پس یہ وہ ربوبیت کا مضمون ہے جو ہر آنے والے لمحے کو پہلے سے بہتر دکھا رہا ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کے حوالے سے اس میں ایک اور شان پیدا ہو جاتی ہے جو انسان اور دیگر مخلوقات کا فرق دکھاتی ہے۔ دیگر مخلوقات میں جو آگے بڑھنے کا مضمون ہے وہ اپنی کسی خوبی، اپنے فیصلے سے تعلق نہیں رکھتا اللہ تعالیٰ کی ایک جاری تقدیر سے تعلق رکھتا ہے جو ہمیں ایک لمبے عرصے تک درجہ بدرجہ ترقی دے کر یہ سمجھاتا ہے کہ ہمارا خدا ہمیشہ آگے بڑھانے والا ہے۔ اور جب وہاں جا کر کھڑا کیا جہاں انسانیت شروع ہوتی ہے اور یہ قانون نئے بنا کر ہمارے سامنے رکھے کہ اب تم چاہو تو نیچے کی طرف دوڑ پڑو، چاہو تو اوپر کی طرف جاؤ اب تمہیں اختیار ہے تو جہاں اختیار دیا گیا وہاں اکثر انسان نیچے کی طرف دوڑے ہیں، اوپر کی طرف نہیں گئے اور "اسفل سافلین" کی طرف ان کا رخ ہو گیا۔ ان کا ہر آنے والا لمحہ پہلے لمحوں سے بدتر ہوتا چلا گیا اور جب وہ ایک ایسی انتہاء کو پہنچے جس کے بعد پھر ان کو زندہ رہنے کا حق نہیں رہا تو پھر خدا تعالیٰ نے ان قوموں کو برباد کر دیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم ان تمام انسانوں کی صف میں سب سے آگے بڑھے ہوئے ہیں جنہوں نے ہر لمحہ آگے کی طرف قدم بڑھایا ہے جنہوں نے اس شعوری حق کو استعمال فرمایا اور بہت ہی اعلیٰ طریق پر استعمال فرمایا۔ پس تمام انبیاء اور ان سے پہلے صالحین، ان سے نچلے طبقے میں صالحین، شہداء اور صدیقین سبھی وہ ہیں جن کے آنے والے لمحے پچھلے لمحوں سے آگے ہوتے ہیں اور اس مضمون پر گواہی دے کر مرتے ہیں کہ ربنا و توفنا مع الابرار اے اللہ ہمیں وفات دینا تو نیکوں میں داخل کر کے وفات دینا۔ ادنیٰ حالتوں میں وفات نہ دینا۔ پس گزرے ہوئے وقت کے ساتھ ایک یہ بھی تو مضمون ہے جسے ذہن میں از خود بیدار ہو جانا چاہئے اور اس پہلو سے اپنے سال کا جائزہ لینا چاہئے اور آئندہ سال کے متعلق معین منصوبہ ہونا چاہئے کہ ہم آئندہ کیا کریں گے۔

جہاں تک انفرادی فیصلوں کا تعلق ہے اس کے متعلق یہ ممکن ہی نہیں کہ کوئی تفصیلی بات کی جا سکے کیونکہ ہر انسان کا مقام الگ الگ ہے۔ جیسے میراتھن دوڑ ہوتی ہے تو اگلوں اور پچھلوں کے درمیان میلوں کا فاصلہ بھی ہوتا ہے۔ تو ہمارا جو انسانی مقابلہ ہے وہ صدیوں تک بھی پھیلا پڑا ہے بلکہ ہزاروں سال تک بھی۔ پس انسان کی اس دوڑ میں جو اجتماعی دوڑ ہے اس میں پہلے درجے کا جو انسان سب سے آگے ہے اس میں اور سب سے پیچھے آگے بڑھنے والے میں، پیچھے ہٹنے والوں کی بات نہیں میں کر رہا ان کا تو رخ ہی بدل گیا، آگے بڑھنے والوں میں بھی اتنے فاصلے پڑ جاتے ہیں کہ گویا جو سب سے پیچھے ہے وہ اگلے آدمی کے متعلق علم ہی نہیں رکھتا کہ وہ کہاں غائب ہو گیا۔

پس حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم جس صراط مستقیم پر چلے ہیں اور چلتے رہے

وہ صراط مستقیم ایسی ہے جس کے آخر پر عام آدمی نیکی کی راہوں پر قدم مارنے والے اور گرتے پڑتے آگے بڑھنے والے وہ بھی تو ہیں اور فاصلے بہت ہیں جو صدیوں، ہزاروں سال کے فاصلے بلکہ اس سے بھی زیادہ بن جائیں گے۔ اگر روحانی مراتب کو آپ گہری نظر سے دیکھیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم اور ابتدائی نیکی کے سفر کرنے والے کے درمیان یوں معلوم ہوتا ہے کہ لامتناہی فاصلہ ہے، اس کا عام انسان تصور نہیں کر سکتا۔ مگر قدر مشترک کیا ہے۔ اگر قدر مشترک کوئی نہ ہو تو پھر انسان اس نیکی کے رستے پر چلنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔

قدر مشترک خدا تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے "**قل انما انا بشر مثلکم یو حی الی انما الٰھکم الٰہ واحد**" کہ تو کہہ دے کہ میں تمہاری طرح کا ہی ایک بشر ہوں اس لئے جتنی ترقی میں نے کی ہے صلاحیت کے لحاظ سے تمہیں اس سے محروم نہیں رکھا گیا۔ تم نہیں کہہ سکتے کہ میں اور قسم کا انسان تھا یعنی بشریت کی صلاحیتوں کے لحاظ سے تمہیں سب کچھ دیا گیا ہے جو مجھے بھی دیا گیا تھا مگر مجھے وحی نے ایک نئی زندگی عطا کر دی اور وحی بھی بغیر کسی استحقاق کے نہیں تھی۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی نظر سے دیکھیں یا انسان کی نظر سے دیکھیں تو استحقاق کوئی دکھائی نہیں دیتا مگر اللہ کا کوئی فیصلہ بھی بغیر حق کے نہیں ہوا کرتا ان معنوں میں میں کہہ رہا ہوں کہ وحی بھی استحقاق سے تعلق رکھتی ہے۔ اگرچہ آخری باریک نظر سے دیکھیں تو حق دق سب اڑ جاتا ہے صرف مالک ہی دکھائی دیتا ہے۔ مگر خدا تعالیٰ نے اپنے لئے بھی تو کچھ عدل کے ایسے قوانین بنا رکھے ہیں جو درحقیقت احسان سے تعلق رکھتے ہیں مگر ہماری زبان میں وہ عدل کہلائے گا کیونکہ خدا کا عدل جن چیزوں پر مبنی ہے وہ ساری اس نے عطا کی ہوئی ہیں۔ اس لئے خدا کے عدل کی بنیاد احسان پر ہے اور بندے کے عدل کی بنیاد حقوق پر ہے ان دو چیزوں میں بہت بڑا فرق ہے۔ تبھی میں نے کہا تھا کہ مالک کا مضمون ہے جو درحقیقت ایک غالب مضمون ہے جو ہر چیز پر حاوی ہے مگر اس خطبے میں اس کی تفصیل میں اگر گیا تو یہ مضمون جو میں آج بیان کرنا چاہتا ہوں یہ ادھورا رہ جائے گا۔

پس یاد رکھیں کہ اگرچہ نبوت وہبی ہوا کرتی ہے مگر اس کے باوجود اس کے اندر عدل کا ایک مضمون ہے۔ اور عدل کا مضمون احسان کے پلیٹ فارم پر، اس کی سرزمین پر قائم کیا گیا ہے۔ ہر چیز جو خدا نے دی ہے احسان ہی کے طور پر دی ہے اور پھر اس پہ عدل قائم کر دینا یہ اس کی عجیب شان ہے۔ پس اس پہلو سے خدا تعالیٰ نے جو انسان کو عدل اور احسان کی تعلیم دی ہے انسان کے عدل کا قدم نیچے سے اٹھتا ہے اور احسان پر جاتا ہے اور احسان کے بعد پھر ایک اور عدل اس میں سے پیدا ہوتا ہے جس سے محسنین پیدا ہوتے ہیں۔ مگر بہرحال حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کی ذات کا جہاں تک تعلق ہے وہ ہر آگے بڑھنے والے سے اتنا آگے بڑھ گئے کہ جیسے دور افق میں کوئی ڈوب جائے اور پھر دکھائی نہ دے مگر جو قدر مشترک ہے وہ بیان کر گئے اس کو خوب کھول دیا تاکہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ وہ بےوجہ آگے بڑھ گیا ہے، کوئی نہ کوئی وجہ ضرور تھی جس کی وجہ سے آگے بڑھا ہے۔

ایک آدمی کہہ سکتا ہے کہ فلاں وہ تیز دوڑنے والا تھا اس کو خدا نے اچھا جسم دیا تھا، اچھی صلاحیتیں عطا کیں اچھے ماحول میں پیدا ہوا، اچھے تربیت دینے والے اس کو میسر آگئے تو پھر میرا کیا قصور ہے جو میں پیچھے رہ گیا۔ تو اس لئے میں کہہ رہا ہوں کہ عدل کا جہاں تک مضمون ہے اس کے پہلے احسان خدا کی طرف سے لازماً ہوتا ہے۔ لیکن جب انسان دیکھتا ہے تو یہ بحث نہیں کرے گا کہ خدا نے اس پر احسان کیوں کیا، اس پر کیوں نہیں کیا۔ اس نے یہ فیصلہ کرنا ہے صرف کہ جب دوڑ ہوئی تھی تو کون آگے بڑھا ہے۔ اس کی ماں نے دودھ نہیں پلایا اس لئے وہ آگے نہیں بڑھ سکا بلکہ بکری کے دودھ پر پالا گیا ہے اس لئے آگے نہیں بڑھ سکا یہ بحثیں تو نہیں اٹھائی جائیں گی۔ صرف یہ دیکھا جائے گا کہ جب دوڑ ہوئی تو آگے کون بڑھا مگر آگے بڑھنے کے باوجود اگر کوئی یہ پیغام دیتا چلا جائے کہ جہاں تک ابتدائی صلاحیتوں کا تعلق تھا انسانی قدر مشترک کا تعلق ہے وہ سب ہم میں برابر تھیں اس لئے یہ کہہ کر پیچھے نہ رہ جانا کہ تمہیں خدا نے وہ توفیق ہی نہیں بخشی تھی۔ توفیق بخشی لیکن تم نے اس توفیق سے استفادہ نہیں کیا اور پوری طرح فائدہ نہیں اٹھایا۔

اب یہ جو مضمون ہے توفیق والا یہ میں نے پہلے بھی ایک دفعہ سمجھایا تھا پھر بھی بعض دفعہ لوگوں کے دل میں دوبارہ سوال اٹھتے ہیں۔ یہ کہنا بھی غلط ہے کہ بشریت کی توفیق کا یہ مطلب ہے کہ ہر بشر کی جو حقیقی موجود توفیق ہے وہ ایک جیسی ہوا کرتی ہے۔ کسی بشر کی نظر تیز ہے، کسی کی نظر کمزور ہے۔ کسی کو سونگھنے کی پوری صلاحیت نہیں۔ کوئی بہرا ہے، کوئی بہرا اور اندھا اور گونگا بھی ہے تو اگر اس تفصیل میں جاکر آپ دیکھیں تو "**قل انما انا بشر مثلکم**" کی بات یہاں صادق نہیں آتی پھر۔ اس لئے وہ جو "**بشر مثلکم**" کا مضمون ہے وہ زیادہ وسیع دائرہ سے تعلق رکھتا ہے اس کے صحیح فہم کے بغیر آپ اس مثال کو سمجھ نہیں سکتے اور دل میں ہمیشہ الجھنیں باقی رہ جائیں گی۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں بھی تمہاری طرح کا ایک بشر ہوں اور ایک ایسا بشر ہوں جس نے اپنے دائرہ استطاعت کو اپنے درجہ کمال تک پہنچا دیا ہے۔ تم جس حالت کے بھی بشر ہوگے اگر تم اپنے دائرہ استعداد کو اپنی انتہائی طاقتوں تک بڑھا دو گے تو پھر خدا تم سے یہ سلوک ضرور فرمائے گا کہ تم سے بھی ہم کلام ہو، تم سے بھی اپنا تعلق قائم کرے گا مگر اس کے لئے کچھ شرطیں ہیں اور وہ شرطیں اس کے بعد بیان ہوئی ہیں "**انما انا بشر مثلکم یوحیٰ الی**" مجھ پر وحی کی جا رہی ہے۔ اس نے بشریت کے باوجود ایک نئی روشنی مجھے عطا کر دی ہے۔ "**انما الٰھکم الٰہ واحد**" اس توحید کے پیغام میں وہ خوش خبری ہے جس کی طرف میں متوجہ کر رہا ہوں کہ خدا ایک ہے تو کیسے ممکن ہے کہ ہر ایک سے الگ الگ سلوک کرے۔

"**انما الٰھکم الٰہ واحد**" تم اندھے ہو، کانے ہو، لولے ہو، لنگڑے ہو مگر یاد رکھنا تمہارا خدا ایک ہے۔ وہی خدا ہے جو محمد رسول اللہ کا خدا تھا، جس نے محمد رسول اللہ سے احسان کا سلوک کیا وہ کیسے تمہیں بےاحسان چھوڑ دے گا مگر اس کے لئے بشری صلاحیتوں کے تفصیلی تقاضوں کی بحث نہیں اٹھائی۔ فرمایا "**یوحیٰ الی انما الٰھکم الٰہ واحد فمن کان یرجوا لقآء ربہ فلیعمل عملاً صالحاً و لا یشرک بعبادۃ ربہ احداً**" دو شرطیں ہیں جو تم میں سے ہر ایک پوری کر سکتا ہے۔ بشریت کی طاقتیں الگ الگ ہوں گی بےشک لیکن ان شرطوں میں قدر مشترک میں تم سب اسی طرح برابر ہو اور ہر ایک کو برابر یہ توفیق ہے کہ وہ انہیں پورا کر سکے۔

عمل صالح کرو اور عمل صالح کی تعریف یہ فرما دی کہ ہر شخص جو اپنی توفیق کے مطابق کچھ کام کرتا ہے اور جہاں تک اس کو نیکی کا فہم ہے اس فہم کے مطابق نیکی پر عمل کرتا ہے وہ عمل صالح ہے۔ اس لئے ایک اندھا بھی جو سوٹی کی مدد سے رستہ ٹٹولتے ہوئے چلتا ہے وہ عمل صالح بھی کر سکتا ہے عمل صالح کے بغیر بھی پھر سکتا ہے۔ عمل صالح کا مطلب ہے کہ وہ اپنی عقل سے کام لیتے ہوئے وہ تمام احتیاطیں برتے کہ بےوجہ ٹکریں نہ مارتا پھرے۔ ایک دفعہ کوئی اندھا لیمپ جلا کر رات کو پھر رہا تھا تو کسی عقل کے اندھے نے اس سے پوچھا کہ تم عجیب بےوقوف آدمی ہو تمہیں نظر آتا نہیں روشنی لئے پھرتے ہو۔ اس نے کہا میں روشنی اپنے لئے نہیں تمہارے۔ جیسے اندھوں کے لئے لئے پھرتا ہوں، تم نہ ٹکر مار دو میرے سے۔ تو یہ بھی ایک فراست ہے اور یہ اس کا عمل صالح تھا۔ اس کے عمل صالح نے اس کے اندھے ہونے کے باوجود کیسا روشن دیا کر دیا جس سے اندھیری رات کا ایک حصہ جگمگا اٹھا۔ تو ہر شخص میں ایک عمل صالح کی صلاحیت خدا نے رکھی ہے۔ پس عمل صالح کے حوالے سے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نے وحی فرمائی اور وحی میں یہ قدر مشترک ہے جو بشریت اور نیک۔ لوگوں میں تفریق کرنے والی ہے یعنی بشریت برابر اور پھر بھی ہر بشر کو یہ توفیق مل جانا کہ خدا اس سے ہم کلام ہو جائے، اس سے پیار کا اظہار کرے ان صلاحیتوں نے ہر انسان کو برابر کر دیا ہے۔ پس اندھے کی صلاحیت اور ہے اور دیکھنے والے کی اور۔ گویا عمل صالح کی توفیق دونوں کو ہے کیونکہ عمل صالح کی تعریف ایسی بنا دی گئی ہے جو ہر ایک پر صادق آجاتی ہے "**لا یکلف اللّٰہ نفساً الا وسعھا**" اس اعلان نے تو ہر شک کو دور فرما دیا کہ اس دور کا قانون یہ بنا دیا گیا ہے کہ جس کو جتنی توفیق ہے اس کے مطابق اس کے فیصلے ہوں گے۔ ہو سکتا ہے کوئی ہزار میل پیچھے رہنے والا، ہزار میل آگے بڑھ جانے والے سے اوپر قرار دیدیا جائے اس لئے کہ اس نے اپنی صلاحیت کے مطابق پوری حد کر دی، اپنی حد تک جو زور مارنا تھا مار دکھایا اور جو ہزار میل آگے ہے وہ دو ہزار بھی جا سکتا تھا اس لئے اس کو نیچے کر دیا اور جو پیچھے رہ گیا اس کو اوپر کر دیا۔

تو یہ عجیب و غریب قانون ہے جو عجیب و غریب تو ہے مگر بہت ہی اعلیٰ اور لطیف قانون ہے، عدل کے اعلیٰ تقاضے پورے کرنے والا ہے۔ اس لئے انسان جب کسی کو کہتا ہے تم فرسٹ آگئے ہو تو اس سے تو یہ سوال نہیں کیا جاسکتا کہ اس کے ساتھ یہ ہوا تھا اور اس کے ساتھ یہ ہوا تھا۔ میں ان باتوں میں محروم رکھا گیا مگر یہ اس وجہ سے ہے کہ انسان عالم الغیب نہیں ہے۔ انسان ان باریک لطیف باتوں میں اتر کر موازنے کر ہی نہیں سکتا اس لئے اس نے جھگڑا مٹا دیا یہ کہہ کر کہ ہمیں تو جو نظر آئے گا ہم اس کے مطابق فیصلہ دیں گے یہ ہمارے قوانین ہیں۔ وہ پہلے پہنچا ہے تم بعد میں پہنچے ہو لیکن خدا کی نظر ان تمام لطیف باتوں پر ہے۔ اس لئے وہ عدل جو احسان پر قائم ہوتا ہے میں اس کی مثال آپ کو دے رہا ہوں کہ سارے مضامین احسان ہی کے ہیں۔ مگر اس پر قائم ہونے والا عدل بہت ہی خوبصورت عدل ہے۔ ہر کمزور، ہر بیمار، ہر لولے لنگڑے کو ایک خوشخبری دیدی گئی ہے کہ جس دوڑ کی طرف بلا رہے ہیں وہ سارے بشر کو بلا رہے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کسی ایک کے رسول تو نہیں تھے تمام بشر، ہر بشر کے رسول تھے۔ پس دعوت عام ہے اور قوانین ایسے بنا دیئے کہ ہر دعوت میں شامل ہونے والا برابری کے یقین سے حصہ لے۔

اب یہ جو مضمون ہے اس کے بعد فرمایا کہ ایک شرط لازم ہے وہ شرط یہ ہے کہ عمل صالح کے ساتھ

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز

الرحیم جیولرز

پروپرائٹر۔ سید شوکت علی اینڈ سنز

پتہ۔ خورشید کلاتھ مارکیٹ۔ حیدری نارتھ ناظم آباد۔ کراچی۔ فون نمبر۔ 629443

C.K ALAVI

RABWAH WOOD INDUSTRIES

TIMBER LOGS SAWN SIZE

TEAK POLES & WOOD FURNITURE

MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM - 679339 (KERALA)

## ولادت

خاکسار کو اللہ نے اپنے فضل سے ۹۷-۲-۱۵ کو ایک لڑکا اور ایک لڑکی بذریعہ اپریشن نوازا ہے یہ دونوں بچے وقف نو میں شامل ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت لڑکے کا نام سید اجمل احمد اور لڑکی کا نام سیدہ انجم باری تجویز فرمایا ہے اللہ ان دونوں بچوں کو خاندان اور سلسلہ کے لئے بابرکت کرے و خادم دین بنائے۔ اعانت بدر ۵۰ روپے۔

(سید فضل باری مبلغ سلسلہ احمدیہ )

خدا کا شریک نہیں ٹھہرانا کیونکہ شرک عدل کے خلاف ہے۔ اور خدا جب تم سے عدل کرتا ہے، تم اس سے عدل کے بغیر سلوک کرو یہ ظلم ہے۔ تبھی خدا تعالیٰ نے شرک کو عدل کے برعکس اور ظلم قرار دیا ہے۔ پھر اس کے عدل کا قانون تم پر نہیں چلے گا۔ جو کسی سے ناانصافی کا سلوک کرتا ہے وہ اس سے انصاف کی توقع نہیں پھر رکھ سکتا۔ پس فرمایا عمل صالح والی جو تمہاری صلاحیتیں ہیں ان کو ہم اسی طرح جانچیں گے جیسا کہ ہم نے بیان فرما دیا مگر ایک خدا کو ماننا اور اسی کی خاطر اپنے آپ کو جھکا دینا اور اس کے غیر پر نظر نہ رکھنا یہ شرطیں مانو گے تو پھر اپنے نقطہ آسمان کی طرف جو انتہائی بلندی کا نقطہ ہے اس کی طرف تم بھی ضرور اٹھائے جاؤ گے۔ —

پس ہر شخص اپنے عروج کو پہنچ جاتا ہے گویا وہ شخص جس نے اپنی صلاحیتوں کے کمال کو ان کے درجہ کمال کی آخری حد تک پہنچا دیا وہ لازماً سب سے اونچا ہوگا۔ مگر ایک شرط اور ہے جس کی طرف میں آپ کو متوجہ کر رہا ہوں جو یہ ہے کہ آپؐ نے لمحے لمحے کا حساب دیا ہے۔ اور غافل میں اور صاحب عقل انسان میں یہ بہت بڑا فرق ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم لمحے لمحے کا حساب رکھتے تھے۔ اپنی زندگی کے لمحے لمحے پر نگران رہتے تھے۔ اگر ہم سالوں کا حساب بھی نہ رکھیں بلکہ دسویں سال کا بھی حساب نہ رکھیں تو یہی وہ کیفیت ہے جس کو قرآن کریم " **و هم غافلون** " کی اصطلاح میں بیان فرماتا ہے اور جہاں جہنم کا ذکر ہے وہاں یہ وضاحت کے ساتھ فرمایا گیا جہنم کا اکثر حصہ غافلوں سے بھرا ہوا ہوگا جو " **غافلون** " ہیں۔

اور پھر ایک اور سوال اٹھتا ہے کہ اگر غافل ہے تو غفلت کی حالت میں گناہ کرنے کی سزا کیوں پاتے ہیں۔ وہاں اس مضمون کو کھول دیا گیا، اس آیت کو میں آئندہ انشاء اللہ پھر کسی وقت اٹھاؤں گا بہت اہم مضمون ہے جو اس میں بیان ہوا ہے۔ مگر بات یہ کھولی گئی ہے کہ غفلت کی حالت اگر بالارادہ کمزوریوں سے تعلق رکھتی ہو تو اس میں انسان سزاوار ہوتا ہے اور غفلت کہہ کر جرم کی سزا سے بچ نہیں سکتا۔ اب ایسے شرابی جو یکم تاریخ کو شرابی بنے یا اس سے پہلے کرسمس میں شرابی ہوئے ان کے متعلق پولیس نے جگہ جگہ بے شمار چیک پوسٹیں بنائی ہوئی تھیں ان کو دیکھ کر، ان کی نگرانی کی، ان کو پکڑنے کی تدبیریں اختیار کی ہوئی تھیں، نئے آلے ایجاد کرنے والوں نے کئے اور پولیس ان کو لئے پھرتی تھی اور ہر ایک کے سانس کا ٹیسٹ لیتے تھے جس کا شبہ پڑے کہ وہ ذرا ڈولتا ہوا چل رہا ہے۔ اور اس طرح کہتے ہیں کہ تقریباً نصف حادثات ہوئے ہیں اس سال۔ لیکن جو شراب کی حالت میں کسی کو مار دیتا ہے اس کے اوپر پولیس یہ مقدمہ نہیں دائر کرتی کہ اس کو پھانسی کی سزا ملنی چاہئے یا عمر قید کی سزا ملنی چاہئے اور حالانکہ یہ غفلت اس کی پیدا کردہ ہے۔

اور قرآن کریم جس غفلت کا ذکر فرماتا ہے وہ وہ غفلت ہے جو انسان کی بالارادہ پیدا کردہ غفلت ہے۔ پس اگر تم اپنی غفلت کے معاملے میں نگران نہیں ہوتے اور غفلت کی حالت میں زندگی بسر کرتے ہو تو پھر جو حادثات ہوں گے تم اس کے ذمہ دار ٹھہرائے جاؤ گے۔ جب تک ہوش نہ ہو قرآن کریم فرماتا ہے تم نے نماز بھی نہیں پڑھنی۔ یہ غفلت کا مضمون ہے جو حیرت انگیز وضاحت اور شان کے ساتھ ایک عظیم روشنی کے ساتھ قرآن کریم ہمارے سامنے پیش فرماتا ہے۔ نماز پڑھنا کتنی اچھی بات ہے مگر فرمایا اگر تمہیں پوری طرح پتہ نہیں کہ تم کہہ کیا رہے ہو تو یہ غفلت کی حالت جو ہے اس کی نماز قبول نہیں ہو سکتی۔ اس لئے تم ایسے وقت میں اس غفلت کی حالت میں نماز نہ پڑھو ورنہ ہو سکتا ہے تمہارے مونہہ سے کوئی کلمہ کفر ہی نکل رہا ہو۔ کوئی نامناسب باتیں تمہارے تصورات کی نمازیں داخل ہو جائیں۔

اب یہ جو غفلت کی حالت ہے خاص طور پر اس کو پیش نظر رکھ کر اپنی اکائیوں اور دہائیوں کا حساب تولے کے دیکھیں۔ اگر آپ اس پہلو سے حساب لیتے ہیں جیسے کہ میں نے بیان کیا ہے کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم اپنے لمحے لمحے پر نگران تھے اور یہ نگرانی اتنی کامل تھی اور اتنی مستقل تھی کہ آپ کو تمام بنی نوع انسان پر شہید بنا دیا گیا۔ پہلے شاہد جس کا میں پچھلے خطبے میں ذکر کر چکا ہوں پھر شہید کہ ان کے متعلق آپؐ کی گواہی مانی جائے گی کیونکہ آپؐ نے اپنا لمحے لمحے کا حساب لیا ہے اس لئے آپؐ اس لائق ہیں کہ آپؐ کی کسوٹی پر دوسرے پرکھے جائیں۔ فرمایا جب تمام انبیاء کو قیامت کے دن اپنی اپنی قوموں پر شہید بنا کر لایا جائے گا تو اے اللہ کے رسول تجھے ان تمام انبیاء پر شہید بنا کر لایا جائے گا۔ ان کی امتوں کے اعمال نبیوں کے اعمال کی کسوٹی پر پرکھے جائیں گے اور نبیوں کے اعمال تیری کسوٹی پر پرکھے جائیں گے۔

یہ وہ رسول ہیں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم جن کی غلامی میں ہم نے قدم آگے بڑھانے ہیں اور طریق بھی آپؐ نے ہمیں سمجھا دیئے اور قرآن نے یہ مضمون خوب کھول دیا کہ غفلت کی حالت میں گزرے ہوئے لمحے تمہارے کسی کام کے نہیں ہیں۔ اور وہ جو گناہ پیدا کرتے ہیں ان گناہوں کے تم ذمہ دار قرار دیئے جاؤ گے۔ اور غفلت کی حالت میں اگر نمازیں پڑھنے کی اجازت نہیں۔ تو انسان جو نمازیں پڑھتے ہوئے اکثر غفلتوں میں ڈوبا رہتا ہے اس کو سوچنا چاہئے کہ یہ نماز بھی ایسی ہے جس میں رس نہیں پیدا ہوا اور زور لگانا چاہئے کہ کسی طرح یہ غفلت کی حالت جاتی رہے۔ تو ایک مستقل جدوجہد ہے اور اس کے نتیجے میں اگر قدم زیادہ تیز رفتاری سے آگے نہ بڑھے تو کچھ نہ کچھ آگے بڑھنا چاہئے۔

یہ وہ موازنہ ہے جس کے متعلق میں نے کہا تھا کہ اپنے ہی کھاتے کھولو اور دیکھو کیا ہوا ہے۔ تو پچھلے سال کی جو بھی اپنی کیفیت ہے اس پر نظر رکھو۔ اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے انفرادی طور پر تو ممکن ہی نہیں کہ میں سمجھا سکوں کہ کون کیا کیا کرے مگر ایک پیمانہ جو عالمی پیمانہ ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم کا پیمانہ ہے اس پر اپنے حالات کو چسپاں کرتے ہوئے

**ہم نے یہ دیکھنا ہے اگر ہمارا ہر لمحہ گزرے ہوئے سال کے ہر لمحے سے آئندہ بہتر نہیں ہو سکتا تو کم سے کم ہر منٹ اگر بہتر ہو سکتا ہے تو وہ بہتر کیا جائے، گھنٹہ بہتر ہو سکتا ہے تو گھنٹہ بہتر کیا جائے، ہفتوں کا حساب کر لو، مہینوں کا حساب کر لو۔ کچھ تو کرو، کچھ تو ایسی مماثلت ہو جو خادم کی اپنے مخدوم سے ہوا کرتی ہے، غلام کی اپنے آقا سے ہوتی ہے۔**

پس لازم ہے کہ مہینے نہیں تو کم سے کم ہر سال کچھ نہ کچھ آگے بڑھے کہاں بڑھے گا، کن کن قدموں میں وہ پہلے سے زیادہ سرعت سے وہ سفر اختیار کرے گا یہ فیصلہ ہے جو ہر انسان نے اپنی توفیق کے مطابق کرنا ہے۔ اور اس پہلو سے جن اخلاق کی طرف میں نے آپ کو متوجہ کیا تھا میں ان کی طرف مختصراً پھر واپس لوٹتا ہوں اور آپ کو سمجھانا چاہتا ہوں کہ ایک حساب عبادت کا کرلیں اور ایک اخلاق کا۔ یہ دو حساب کرلیں اور اپنے لئے تعلیم معین کریں، اپنے لئے خود فیصلہ کریں کہ اگلے سال میں میں نے ان دونوں چیزوں میں کیا بہتری کرنی ہے۔ نمازوں کی حالت میں بہتری کے لئے یہ لازم ہے کہ انسان اپنی نمازوں کے وقت ان شیطانوں کی شناخت کرے جو نماز میں دخل انداز ہوتے ہیں۔ وہ تجارت کے شیطان ہیں، مقدموں کے شیطان ہیں، بیوی بچوں یا دیگر لوگوں کی محبت کے شیطان ہیں غرضیکہ جتنی بھی قسموں کے شیطان ہیں وہ الگ الگ صورتوں میں الگ الگ انسانوں پر قابض ہوتے ہیں۔ بعض دفعہ ایک، بعض دفعہ دو، بعض دفعہ دسیوں شیطان اور ان کی شناخت کے بغیر آپ ان کے خلاف جوابی کارروائی کیسے کر سکیں گے۔

تو کسی دن غور کرکے دیکھیں تو سہی کہ نماز میں کون کونسے رخنے ڈالنے والے خیالات ہیں پھر جو جو بھی خیالات ہیں ان کا کسی چیز سے ربط ضرور ہے جو آپکو اچھی لگتی ہے۔ اس ربط کو اگر وہ نماز میں مخل ہوتا ہے تو کاٹ دیں اور کاٹنے کی کوشش جو ہے وہ لمبا وقت لیتی ہے۔ کاٹ دیں کہنا تو آسان ہے مگر ان کا کٹ جانا آسان نہیں ہے۔ اس جدوجہد میں جب آپ داخل ہوں گے تو اس پہلو سے آپ کا ہر لمحہ پہلے لمحے سے بہتر ہوتا ہوا نظر آئے گا یا ہر وقت کا یونٹ جو بڑا بھی ہو تو پہلے یونٹ سے زیادہ بہتر ہوتا ہوا دکھائی دے گا۔ تو ایک تو نمازوں کے متعلق میں سمجھانا چاہتا ہوں بہت ہی اہم قابل توجہ امر ہے۔ میرے نزدیک

**اگر ہم اپنی عبادت کے متعلق غفلت کی حالت کو کاٹ پھینکیں اور پہلے تشخیص کریں تعیین کریں۔ تشخیص بیماریوں کی اور تعیین ان اقدامات کی جن کو استعمال کرتے ہوئے آپ نے بیماریوں سے شفا پانی ہے معین ایک راہ عمل اپنے لئے بنا لیں اور اگر آپ کو توفیق ملی تو میں یقین رکھتا ہوں کہ آئندہ آنے والا سال گزرے ہوئے سال سے ضرور بہتر ہوگا۔ انشاء اللہ۔**

دوسرا وہ جو معاشرتی بدیاں ہیں جن کے نتیجے میں بہت سی بداخلاقیاں پھیلی ہوئی ہیں ان کے اوپر عبور حاصل کرنا ضروری ہے۔ بارہا نصائح کے باوجود جن لوگوں پر نہیں اثر ہوتا ان پر نہیں ہوتا اور اس کے باوجود نصیحت کرتے چلے جانے کا حکم ہے۔ جو بدخلق اپنی بیویوں سے بدخلق ہیں، اپنی اولادوں سے بدخلق


لولاك لما خلقتُ الافلاك

ترجمہ۔(اے محمد ﷺ) اگر میں نے تجھے پیدا نہ کرنا ہوتا تو یہ زمین و آسمان بھی پیدا نہ کرتا۔(حدیث قدسی)

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نُور سارا۔ نام اُس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

منجانب۔ محتاجِ دُعا۔ جماعت احمدیہ اتر پردیش



M/S NISHA LEATHER

Specialist in Leather Belts,
Ladies & Gents Bag, Jachets Wallets etc.
19A, Jawahar Lal Nehru Road
Calcutta- 700081 ☎ 2457153



BODY GROW GYM
SANTOSH NAGAR

ARROW GYM
CHANDRAN GUTTA

چیف کوچ۔ محمد عبدالسلیم نیشنل باڈی بلڈر انڈیا۔ حیدر آباد

وزن کم کرنے۔ بڑھانے۔ موٹاپا دور کرنے کے سلسلہ میں کی جانے والی تمام ایکسر سائز اور خوراک۔ باڈی بلڈنگ کر رہے احباب شیڈول کیلئے باڈی ویٹ ساتھ لکھیں۔ مستورات سلم باڈی کیلئے معلومات حاصل کریں۔ باڈی ویٹ بڑھانے یا کم کرنے کیلئے BODY GROW پاؤڈر دستیاب ہے۔ مکمل معلومات کیلئے اس پتہ پر رابطہ قائم

تندرستی ہزار نعمت ہے

M. A. SALEEM (BODY BUILDER)
H. NO. 18-2-888/10/71. NIMRA COLONY FALAKNUMA
POST- 500253 HYDERABAD (A.P.) INDIA
Ph. 040-219036 PAGER: 040-9612-14619 FAX: 040-239408

ہیں، اپنے رشتہ داروں سے بد خلقی سے پیش آتے ہیں وہ جب اس قسم کے خطبات سنتے ہیں تو اور بھی زیادہ اپنے گھر والوں کو یہ احساس دلاتے ہیں کہ تم یہ نہ سمجھنا کہ تم بچ جاؤ گے، تم ہو ہی گندے بے ہودہ لوگ، میں تمہیں ٹھیک کروں گا۔ اور یہ حوالے نہ دیا کرو مجھے۔ اور وہ پھر بے چارے ہمیں خط لکھتے ہیں اور اسی طرح بعض بے چارے مرد ہیں جن کا حال یہ ہے کہ اپنی بیویوں کے سامنے وہ اس طرح اف نہیں کر سکتے جس طرح بچوں کو حکم ہے کہ ماں باپ کے سامنے اف نہیں کرنی اور ان کی ہر بات کے اتنا غلام کہ اپنی اولادوں کو اپنے ہاتھوں سے ضائع کر بیٹھے ہیں۔

بیوی غیر احمدی، باپ احمدی مگر ایسا زن مرید کہ وہ اپنی اولاد کو اپنی آنکھوں کے سامنے جہنم کی طرف دھکیلا جاتا دیکھتا ہے اور مجال نہیں کہ جو آگے سے آواز بلند کر سکے۔ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک اخلاقی کمزوری حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ایک زوجہ میں پائی تو پیغام چھوڑ دیا کہ جب اسماعیل واپس آئیں تو ان کو کہنا اپنی چوکھٹ بدل لیں اور آپؑ نے طلاق دے دی۔ وہ دین کے لحاظ سے مختلف دین نہیں رکھتی تھیں مگر جہاں دین کا اختلاف بھی ہو اور اولاد کو واضح طور پر لادینی قدروں کی طرف لے جا رہی ہو کوئی بیوی۔ اس کے ساتھ چمٹے رہنے کا جواز ہی کون سا ہے؟ بہت پہلے طلاق دے کر الگ کر دینا چاہئے تھا۔ مگر ایسی بھی ہیں جو عیسائی بنا رہی ہیں، جو دہریہ بنا رہی ہیں، جو ہر قسم کی دینی اقدار سے غافل کرنے کے لئے باقاعدہ سکیم بناتی ہیں اور ایک آدمی بیٹھا ہوا ہے بہت شریف آدمی، بڑا ہی شریف النفس احمدی، بڑا بااخلاق ہے، چندے بھی دے دیتا ہے اور نمازیں بھی پڑھتا ہے اور دیکھ رہا ہے آنکھوں کے سامنے اس کی اولاد جہنم میں جا رہی ہے۔ یہ شرافت ہے یا نامردی ہے۔ کیا اس کا نام آپ رکھیں گے؟

جن باتوں کے لئے انسان کو نگران بنایا گیا ہے لازم ہے کہ ان پر نظر رکھے اور اس لحاظ سے بھی اپنے حال پر نظر کرے کہ وہ آگے بڑھ رہا ہے یا بحیثیت ایک خاندان کے پیچھے ہٹ رہا ہے۔ اس کا مستقبل کیا ہے۔ جس کی اولاد پیدا مسلمان ہوئی ہو یعنی خدا تعالیٰ نے اسے اسلامی قدروں پر اور خدا تعالیٰ کی فرمانبرداری کی قدروں پر پیدا کیا ہو وہ اس کی آنکھوں کے سامنے دور ہٹ رہی ہو اور واضح نظر آ رہا ہو کہ رستہ جہنم والا رستہ ہے اس پر آرام سے بیٹھا ہوا ہے اس کو شریف کون کہہ سکتا ہے۔ یعنی شریف ان معنوں میں ہے کہ وہ لوگوں سے معاملے میں ٹھیک ٹھاک ہے مگر یہ شرافت نہیں بزدلی ہے۔ بعض دفعہ بزدلی کا نام **شرافت** رکھ دیا جاتا ہے۔ کسی نے کسی سے کہا تھا کہ تو جو طاقتور ہے اس کے سامنے بڑا خاموش ہو جاتا ہے اور جو کمزور ہے بے چارہ اس کے اوپر چڑھ دوڑتا ہے۔ اس نے جواب دیا میری طبیعت میں شرافت بڑی ہے، جب میں کسی طاقتور کو دیکھتا ہوں مجھے بڑا رحم آتا ہے اس پر اور جب کمزور کو دیکھتا ہوں مجھے بڑا غصہ اس پہ آتا ہے۔ یہ اس کی شرافت ہے۔ تو شرافت غفلت کے ساتھ اکٹھی ہو نہیں سکتی۔ "**و ھم غافلون**" والا مضمون سمجھیں تو آپ کو پتہ چلے گا کہ اپنی اولاد کو نیکی کے رستے پر گامزن رکھنا اور ان خطرات سے بچانا یہ آپ کا اخلاقی اور بنیادی فرض بھی ہے اور حق بھی ہے اور اس غفلت کی حالت میں جو آپ نیک لوگوں کی نسلیں ضائع کر دیتے ہیں پوچھے جائیں گے۔

اگر بے اختیاری کی حالت میں اولاد ہاتھ سے نکل جائے تو اللہ تعالیٰ نے اس پر کسی کو ذمہ دار قرار نہیں دیا مگر فطرت کے دکھ میں اس کو سزا ضرور مل جاتی ہے۔ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مثال دیکھیں کہ اولاد ناشکری بنی، اس نے غلط راہ اختیار کر لی، ایسا عمل نہیں کیا جسے صالح عمل کہا جا سکتا ہے تو حضرت نوحؑ کے قرب نے اسے بچایا نہیں۔ حضرت نوحؑ کو اس وجہ سے سزا نہیں ملی کہ حضرت نوحؑ کی پوری کوششوں کے باوجود وہ اولاد ایسی نکلی۔ مگر ایک چیز ضرور تھی کہ حضرت نوحؑ اس پر تفصیلی نظر نہیں رکھ سکے تھے۔ یہ بھی ایک لطیف غفلت کی قسم ہے۔ اور خدا کا انصاف ایسا کامل ہے کہ اس کی سزا بھی دیتا ہے پھر۔ چنانچہ حضرت نوحؑ کو جو دکھ پہنچا ہے بیٹے کو غرق ہوتا ہوا دیکھ کر وہ ان کے لئے ایک سزا تھی اور اتنی بڑی سزا کہ بول اٹھے کہ اے خدا تو نے تو وعدہ کیا تھا کہ میری اولاد ضائع نہیں کی جائے گی۔ تب خدا نے فرمایا کہ تجھے پتہ نہیں یہ تیری اولاد وہ اولاد نہیں ہے جس کے لئے میں نے حفاظت کا وعدہ فرمایا تھا۔ تو غفلت ہوئی، جرم کے طور پر اس کی سزا تو نہیں ملی مگر فطری تقاضوں کے نتیجے میں سزا ضرور مل جاتی ہے۔ پس جن لوگوں کا میں نے ذکر کیا ہے کہ اپنی آنکھوں کے سامنے وہ غفلت میں اپنی اولادوں کو ضائع کرتے ہیں ان کے لئے مختلف قسمیں اور درجے ہیں۔ کچھ تو غافل ان معنوں میں ہیں کہ ان کو پرواہ ہی کوئی نہیں وہ سمجھتے ہیں میں اپنی ذات کا ذمہ دار، مجھے کوئی فکر نہیں۔ اولاد آزاد ہے جو چاہے کرے میں کیوں کسی کے معاملے میں دخل دوں۔ انہوں نے انصاف کا یہ ایک چربہ بنا رکھا ہے اور حقائق سے دور ہیں۔ جب وہ بچہ فیل ہوتا ہے سکول میں، ان کو فکر ہوتی ہے۔ جب وہ ایسا رستہ اختیار کرتا ہے کہ دنیا میں اس کی صلاحیتیں ضائع ہوں تو بڑی تکلیف پہنچتی ہے۔ اس کو ٹھیک کرنے کے لئے پورے خرچ کرتے ہیں۔ تو ان کا ایک عمل ان کے دوسرے عمل کو جھٹلا رہا ہے۔ ثابت کر رہا ہے کہ یہ غفلت کی حالت ہے۔ یہ کوئی شرافت نہیں ہے، انصاف نہیں ہے، یہ ضمیر کی آزادی نہیں ہے۔ ضمیر کی آزادی تم وہاں دے رہے ہو جہاں اس کا نقصان ہو رہا ہے، جہاں روحانی نقصان ہو رہا ہے۔ اور جہاں دنیاوی نقصان ہے وہاں تم اس کو ضمیر کی آزادی نہیں دیتے تو اس کا نام تم نے انصاف کیسے رکھ دیا۔

تو اخلاقی حالتوں کی طرف واپس آنے میں اندرونی گھریلو حالتیں ہیں ان پر نگاہ رکھنا بہت ہی ضروری ہے۔ اپنی ساری اولاد کی طرف نظر رکھیں، اپنی بیوی کی طرف نظر رکھیں، اپنے بچوں، ان کے بچوں کی طرف نظر رکھیں اور غافل نہیں ہونا کیونکہ آپ سب کو ایک اکائی کے طور پر بھی دیکھا جائے گا۔ انفرادیت کے لحاظ سے ہر شخص اپنا جواب دہ الگ ہے "**لا تزر وازرۃ وزر اخریٰ**"۔ کوئی بھی جان نہیں ہے جو کسی اور جان کے لئے ذمہ دار قرار دی جائے اس کا بوجھ نہیں اٹھائے گی۔ مگر بعض بوجھ ہیں جو قومی بوجھ ہیں جیسے انبیاء کے بوجھ ہیں، وہ بڑے عظیم قومی بوجھ ہوتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم نے ہر بوجھ اٹھانے والے سے بڑھ کر بوجھ اٹھا لیا۔ ان معنوں میں یہ بوجھ ہے کہ ذمہ داریاں بہت بڑی ہیں جن کو آسمانوں نے اور زمین نے اور پہاڑوں نے اٹھانے سے انکار کر دیا "**فحملھا الانسان**"۔ محمدؐ رسول اللہ کو دیکھو آگے بڑھے اور سارے بوجھ اٹھا لئے اور سارے بنی نوع انسان کو تعلیم دینے کا اور ان کے لئے نمونے قائم کرنے کا بوجھ اتنا بڑا بوجھ ہے کہ اس کے تصور سے بھی انسان کانپ اٹھتا ہے۔ اور اس معاملے میں آپ فرماتے ہیں میں پوچھا جاؤں گا، آپؐ نے ہر ایک کو کہا کہ جس دائرے میں تم نگران بنے ہو دائرے کی وسعت اور مقام کی عظمت کے ساتھ ساتھ ذمہ داریاں بھی تو بڑھتی ہیں اور جہاں تم ناکام ہو گے تم سے سوال کیا جائے گا۔

پس انفرادی بحث الگ ہے اور اجتماعی ذمہ داریوں کی بحث الگ ہے۔ میں آپکو خاندانی ذمہ داریوں کی طرف متوجہ کرتا ہوں اپنے اہل و عیال کے اخلاق پر گہری نظر رکھنا اور اپنے ہی اخلاق پر نہیں ان کے اخلاق پر بھی لحہ لحہ نگاہ ڈالنا کہ کس طرف کو چل رہے ہیں اور اگر آپ کو اپنے اخلاق ہی کی ہوش نہیں تو ان کے اخلاق پر کیسے نظر ڈال سکیں گے۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو توجہ دلائی ہے مختلف نصیحتوں کی صورت میں ان میں انصاف کے مضمون کو بھی چھیڑا ہے، اس میں انتقام کے مضمون کو بھی لیا ہے، عفو کے مضمون کو بھی چھیڑا ہے۔ اس میں سے چند اقتباس پڑھنے کا وقت ہے تاکہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاک کلام پر یہ خطبہ ختم ہو۔

ایک چیز تو بدی کا بدلہ دینا اور عفو کرنا گھر میں اگر اس کا توازن بگڑے تو اس سے پھر تربیت میں ایک فساد برپا ہو جاتا ہے اور یہ مضمون قرآن کریم نے سارے معاشرے کے تعلق میں بیان فرمایا ہے جس کو بطور خاص اپنے گھر میں ملحوظ رکھنا ہر احمدی کا فرض ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

> "بدی کا بدلہ اسی قدر بدی ہے جو کی گئی لیکن جو شخص عفو کرے اور گناہ بخش دے اور اس عفو سے کوئی اصلاح پیدا ہوتی ہو، نہ کوئی خرابی تو خدا اس سے راضی ہے اور اسے اس کا بدلہ دے گا۔ پس قرآن کی رو سے نہ ہر ایک جگہ انتقام محمود ہے اور نہ ہر ایک جگہ عفو قابل تعریف ہے بلکہ محل شناسی کرنی چاہئے۔ پس چاہئے کہ انتقام اور عفو کی سیرت باپابندی محل اور مصلحت ہو، نہ بے قیدی کے رنگ میں۔ یہی قرآن کا مطلب ہے۔"

اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ روزانہ گھروں میں جب اپنی بیوی بچوں کو بعض چیزوں سے غافل دیکھتے ہیں بعض چیزوں میں کمزور اور سست دیکھتے ہیں تو اگر آپ کمزوری اور سستی کی حالت سے درگزر کے نام پر بے توجہی کرتے ہیں۔ یعنی کہتے ہیں کہ بچے ہیں کمزور ہیں کوئی فرق نہیں پڑتا بیوی نے کوئی زیادتی بھی کر دی تو کیا ہو گیا میں معافی دے دیتا ہوں۔ یہ جو جذبہ ہے بظاہر بڑا خوبصورت اور اچھا جذبہ ہے مگر اگر آپ یہ بھول جائیں کہ بعض دفعہ اس قسم کے احسان کے نتیجے میں گھروں میں بداخلاقیاں پنپتی ہیں اور بیویاں پہلے سے بڑھ کر بے لگام ہو جاتی ہیں۔ یا خاوند اگر بیوی بروقت اس کی بدتمیزیوں کا نوٹس نہ لے

## اعلان معافی

سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مکرم محمد ابراہیم صاحب آف شیدرہ کو ازراہ شفقت اخراج از نظام جماعت کی سزا معاف فرما دی ہے۔ (نظارت امور عامہ)

A.S. BINNING
Import - Export, Textil - Großhandel
Inh.: Avtar Singh Binning
Lager
Frankenstraße 10 - 20097 Hamburg
(S-Bahn Hammerbrook)
Telefon 040 / 236 95 79 + 23 38 39
Fax 040 / 236 95 80 Tel. privat 040 / 299 53 34

شریف جیولرز
روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔ فون 649-04524

STAR
☎ 5457153
CHAPPALS
WHOLE SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER & RUBBER CHAPPALS
105/661, OPP. BLOCK NO-7 FAHIMMABAD COLONY
KANPUR-1- PIN 208001

اور اصلاح کی طرف متوجہ نہ ہو اور ابتدا ہی میں نظام جماعت کے ذریعے یا دوسرے ذرائع سے اس کو بتا نہ دے کہ یہ تم کرو گے تو میں پھر ساتھ نہیں رہ سکتی اس وقت تک نہ بیویوں کی اصلاح ہو سکتی ہے، نہ خاوندوں کی اصلاح ہو سکتی ہے اور اعراض کا غلط معنیٰ لیا جا رہا ہے۔

اعراض کی تعریف یہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمائی اور قرآن کریم کی اس آیت کے حوالے سے کہ "**فمن عفا و اصلح فاجرہ علی اللہ**" کہ اگر آپ کسی چیز کو، اس کے جرم کو نظر انداز کرتے ہیں جس کی چوٹ آپ کے دل پر پڑتی ہے مگر نظر انداز کرنے کے نتیجے میں اس کی اصلاح ہوتی ہے تو یہ اجر کی بات ہے اس پر اللہ راضی ہوگا اور آپ کو جزا دے گا۔ لیکن اگر آپ نظر انداز کرتے ہیں اور اس کے نتیجے میں جرم کا حوصلہ بڑھتا ہے اور بداخلاقی بڑھتی ہے اور گھر میں فساد پھیلتا ہے اور وہی فساد پھر ہمسایوں میں بھی پہنچے گا رشتے داروں میں بھی پہنچے گا گلی گلی پھرے گا، آزاد ہوکر سارے معاشرے کو برباد کردے گا تب آپ پوچھے جائیں گے۔ اور اس عفو اور درگزر کا نام خدا تعالیٰ کے نزدیک جرم ہے، نیکی نہیں ہے۔ پس کتنی لطیف شرط ہے جس کے ذریعے آپ کو اپنے ہر فیصلے کی شناخت ہو سکتی ہے کہ اچھا تھا یا برا تھا۔

**پس اگر آپ کا عفو گھر میں اصلاح کر رہا ہے اور گزرے ہوئے لمحوں سے آپ کے خاندان کا آنے والا لمحہ بہتر ہوتا چلا جا رہا ہے۔ اگر آپ کی سختی اور پکڑ برمحل ہے اور اس کے نتیجے میں فساد کو آگے بڑھنے کا موقع نہیں ملتا اور طبیعتوں میں درستی پیدا ہو جاتی ہے تو یہ انتقام قابل نفرت انتقام نہیں بلکہ مناسب اور برمحل ایسا ہے جس کو خدا پسندیدگی کی نظر سے دیکھتا ہے، مگر زیادتی نہ ہو۔**

ان باتوں کو سمجھ کر اس توازن کو قائم کرنا یہ وہ عدل ہے جو انسانی تہذیب کو قائم کرنے کا پہلا ذریعہ ہے۔ ساری انسانی تہذیب کی تعدیل، اس کی ترتیب، اس کو ایسے معیار پر مناسب انداز میں قائم کر دینا جس سے پھر حسن ضرور پھوٹا کرتا ہے۔

یہ وہ مضمون ہے جو جماعت احمدیہ کو خوب اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے۔ اور اس پہلو سے وہ لوگ جو یہ شکایت کرتے ہیں کہ پندرہ سال ہم نے یہ دیکھا اور اب معاملہ ہاتھ سے نکل گیا ہے اس کا کچھ کریں۔ میں ان کو سمجھا دیتا ہوں اور اب بھی متنبہ کرتا ہوں کہ آپ لیٹ ہو گئے ہیں۔ جب آپ غافل رہے دیکھنے کے باوجود، تو اب جب معاملہ ہاتھ سے نکل گیا اب میں کیا کر سکتا ہوں۔ حضرت نوحؑ اس وقت کیا کر سکتے تھے جب بیٹا غرق ہو رہا تھا۔ ایک نبی کا بیٹا ایک ایسے عذاب میں غرق ہو جائے جو ظالموں کے اوپر خدا تعالیٰ کی آخری تقدیر ہو جس سے پھر بچ کے کوئی نکل نہیں سکتا کتنا خوفناک واقعہ ہے۔ مگر اس وقت حضرت نوحؑ نے بھی یہ دعا نہیں پھر کی کہ اے اللہ پھر اس کی اصلاح کردے اگر عمل غیر صالح ہے تو اس کا عمل صالح بنا دے کیونکہ حضرت نوحؑ کی فراست جانتی تھی کہ جو کچھ بھی ہوا اب وقت گزر چکا ہے۔ اس لئے اس وقت انہوں نے توجہ کی استغفار کی طرف اور خدا تعالیٰ سے عرض کیا کہ پھر تو مجھے معاف کر دے جو کچھ مجھ سے ہوا غلطی سے ہو گیا۔ تو اس وقت پھر نظام جماعت کو متوجہ کرنا بالکل لغو حرکت ہے، یہ ہو ہی نہیں سکتا۔

بعض عورتیں کہتی ہیں ہمارا خاوند یہ حرکتیں کرتا ہے، یہ حرکتیں کرتا ہے تیس سال ہم نے صبر سے گزارہ کیا اب نہیں ہوتا۔ تیس سال صبر کیا کیا، اپنی زندگی کو خود جہنم میں جھونکا ہے اور جب خطرہ ایسا پیدا ہوا ہے کہ طلاق تک نوبت آ پہنچی ہے اب تم متوجہ ہو رہی ہو اور کہہ رہی ہو کہ ہمارے حالات کو ٹھیک کرو۔ یہ نفس کے دھوکے ہیں۔ اس خاوند کی بدکرداریوں کے باوجود اس کے ساتھ شیر و شکر ہو کے رہنا یہ بتاتا ہے کہ وہ اس پر راضی تھی اور اس کے باوجود یہ بات ان کو زیادہ پیاری تھی کہ رشتہ رہے اور کوئی فرق نہیں پڑتا جو مرضی کرتا رہے۔ اگر یہ صورت تم نے پندرہ، بیس، پچیس سال تک قائم رکھی تو جو نتیجہ نکلے گا اس کے تم ذمہ دار ہو۔ اور یہ قانون تمہیں یاد ہی نہیں رہا کہ جس کی غلامی کی دعویدار ہو اس کے متعلق اللہ فرماتا ہے "**و للاخرۃ خیر لک من الاولیٰ**" تیرا تو ہر لحہ گزرے ہوئے لمحے سے بہتر ہے۔ اور آپ کا ہر لحہ بدتر ہوتا ہوا نظر آ رہا تھا آپ کو اور فکر نہیں کی، کوئی توجہ نہیں کی۔

تو اس پہلو سے اپنے گزشتہ سال کا بھی موازنہ کریں اور تفصیل سے اپنے خاندانی حالات پر نظر ڈالیں اپنے دوستوں کے تعلقات پر نظر ڈالیں اور پھر آئندہ سال کے لئے اپنے طور پر ذہنی منصوبہ بنائیں تاکہ یہ ہمارا الوداع ہو اور یہ ہمارا استقبال ہو۔ الوداع ایک ایسے سال کو کر رہے ہوں جس کی کمزوریوں پر صاف نظر پڑ رہی ہو۔ اے فلاں کمزوری تجھے بھی ہم وداع کہتے ہیں اور اے فلاں کمزوری تجھے بھی ہم وداع کہتے ہیں اور اے حسن تجھے ہم کھلی آغوش سے خوش آمدید کہتے ہیں، تو آ اور ہمارے سینے سے چمٹ جا اور ہمیشہ ہمارے ساتھ رہ اور پھر اس میں بھی اضافہ کرتا رہ۔ حسن میں بھی ایک لامتناہی اضافہ ہے جو ہوتا چلا جاتا ہے۔ اللہ کرے کہ ہمیں اس شعور کے ساتھ گزشتہ سال کو وداع کرنے اور آنے والے سال کو خوش آمدید کہنے کی توفیق ملے۔ تمام دنیا کی جماعتوں کو میں اس پس منظر میں جو میں نے بیان کیا ہے نئے سال کی مبارکباد دیتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ سب دنیا میں ہر احمدی کا آنے والا سال ہر گزرے ہوئے سال کے ہر وقت سے بہتر ثابت ہو۔ اللہ کرے کہ ہمیں اس کی توفیق ہو۔

(بشکریہ ہفت روزہ الفضل انٹر نیشنل لندن)

# منقولات

## مصری عدالت نے بہن بھائی کی شادی جائز قرار دیدی

### الازہر نے بھی فقہ شافعی کے مطابق نکاح کی توثیق کردی

قاہرہ (نیشن نیوز) مصر کی ایک عدالت نے بہن بھائی کی شادی کو نہ صرف جائز قرار دیا بلکہ لڑکی کے طلاق لینے کا دعویٰ بھی مسترد کردیا۔ یہ غالباً تاریخ کا پہلا واقعہ ہے لڑکی کے وکیل خالد کمال نے مقدمہ کی تفصیل بتاتے ہوئے کہا کہ لڑکی نے طلاق حاصل کرنے کے لئے مجھ سے رجوع کیا اس نے اپنا حمل بھی ضائع کرادیا تھا کیونکہ وہ نہیں چاہتی تھی کہ اس کے بچے کا باپ ماموں بھی کہلائے جبکہ دوسری طرف اس کے شوہر کا موقف تھا کہ اس کی ماں نے اس کے سامنے یہ اعتراف کیا تھا کہ وہ اس کے دیور سے ناجائز تعلقات کی پیداوار ہے، اس لحاظ سے اسلامی شریعت کے تحت بہن بھائی کی شادی جائز ہے لیکن طرفین میں سے کوئی ایک کا ناجائز ہونا شرط ہے۔ قاہرہ کی فیملی عدالت نے یہ مقدمہ دینی ادارے "الازہر" کو بھجوادیا، جس نے بھی فتویٰ دیا کہ شافعی فقہ کے مطابق یہ نکاح جائز ہے اور پھر طلاق کا دعویٰ بھی مسترد کردیا۔

(دی نیشن لنڈن ۲۴ر جنوری ۱۹۹۷ء)

## جماعت احمدیہ کے خلاف الزامات جھوٹ ہیں O مرزا طاہر

### خدا مخالفین کی جلد گرفت کرے اور دنیا پر اپنا نشانیاں واضح کرے

لندن: (پ ر) امام جماعت احمدیہ مرزا طاہر احمد نے کہا ہے کہ میں نے دنیا بھر کے معائدین، منکرین اور مکذبین کو مباہلہ کا چیلنج دیا تھا جسے انہوں نے ان شرائط کے ساتھ جو میں نے پیش کی تھیں نہ مانا اور اس طرح مباہلہ سے فرار کی راہ نکال لی پھر میں نے ان سے کہا کہ چلو تم اتنا ہی کردو کہ جو الزامات تم جماعت احمدیہ پر لگاتے ہو بیان کر کے لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہہ دو مثلاً تم کہتے ہو کہ جماعت احمدیہ کا عقیدہ ہے کہ احمدیوں کا خدا اور ہے، ان کی شریعت اور ہے، ان کا کلمہ اور ہے، احمدی کلمہ میں رسول اللہ ﷺ سے مراد مرزا غلام احمد قادیانی لیتے ہیں۔ مرزا غلام احمد کو رسول کریم ﷺ سے افضل قرار دیتے ہیں۔ آیت خاتم النبین کے منکر ہیں وغیرہ وغیرہ۔ مرزا طاہر نے ایک بیان میں کہا ہے کہ یہ تمام باتیں جماعت احمدیہ پر اتہامات ہیں۔ اس لئے اگر تم اپنی دعاؤں میں سچے ہو تو حلفیہ کہہ دو کہ یہی جماعت احمدیہ کے عقائد ہیں اور پھر لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہہ دو مگر مولویوں نے یہ بھی قبول نہ کیا جس سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے دلوں میں خوف طاری ہے اور وہ خوب سمجھتے ہیں کہ وہ جماعت احمدیہ کی طرف جھوٹ منسوب کر رہے ہیں۔ امام جماعت احمدیہ نے اعلان کیا کہ اب برطانیہ کے مولویوں کے ایک طبقہ کی طرف سے اخبار میں اعلان ہوا ہے کہ وہ اس چیلنج کا کچھ حصہ قبول کرتے ہیں اور صرف احمدیوں کے خلاف بدعا کرنے کا اعلان کیا ہے اور کہا ہے کہ ۳۱ جولائی ۱۹۹۷ء (جنوری۔ ناقل) بروز جمعۃ المبارک یورپ کی تمام مساجد میں یوم دعا برائے نجات فتنہ قادیانیت منایا جائے گا اور وہ دعا کریں گے کہ "خداوند کریم اس صدی کے ختم ہونے سے پہلے فتنہ قادیانیت کو ذلیل و رسوا کر دے اور حضور ﷺ کی ختم نبوت کے منکرین کا عبرتناک انجام دنیا پر واضح ہو جائے۔ امام جماعت احمدیہ نے کہا کہ احمدیت کے مخالف باقی مولوی بھی ان کے ساتھ بدعا میں شامل ہو جائیں تاکہ ہم کہہ سکیں کہ دنیا بھر کے علماء کی نمائندگی انہوں نے کردی ہے امام جماعت احمدیہ نے کہا کہ اگر ان شریر علماء نے اب بھی جماعت احمدیہ پر الزام تراشیوں کا سلسلہ بند نہ کیا اور اپنی کذب بیانی سے باز نہ آئے تو جان لیں کہ وہ کسی صورت میں بھی سزا سے نہیں بچیں گے کوئی حیلہ اور فرار ان کے کام نہ آئے گا کیونکہ ذلت اور نامرادی ان کے مقدر میں لکھ دی گئی ہے۔ جماعت احمدیہ کے سربراہ نے کہا کہ ان مولویوں کے جھوٹ کا تو یہ حال ہے کہ شاہ احمد نورانی جن کے ماننے والے بھی ان بدعا کرنے والوں میں شامل ہیں یہاں تک کہہ چکے ہیں کہ وہ افریقہ میں احمدی مشنوں پر تالے لگوا آئے ہیں مگر خدا تعالیٰ کی تقدیر اس طرح ظاہر ہوئی کہ ان کے اس اعلان کے بعد افریقہ کے کئی ممالک سے کئی کئی لاکھ افراد سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہوئے امام جماعت احمدیہ مرزا طاہر احمد نے کہا کہ مولویوں نے اعلان کیا ہے کہ "احمدی کسی بھی اسلامی ملک میں اسلام کے نام پر کام کرنے کے قابل نہیں رہے" حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ مسلم ٹیلیویژن احمدیہ (MTA) کے ذریعہ کثرت سے اسلامی ممالک کے لوگوں کا رجحان احمدیت کی طرف ہو رہا ہے۔ یہاں تک کہ ان کے اپنے اخبار یہ لکھنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ اس کا جلد کوئی علاج ہونا چاہئے ورنہ احمدیت تمام ملک پر چھا جائے گی۔ مرزا طاہر نے مزید کہا کہ خدا تعالیٰ مخالفین کو جلد پکڑے اور ان کے متعلق ایسے نشان دکھائے کہ عوام الناس اس سے عبرت حاصل کرتے ہوئے حق کو پہچان لیں اور ہدایت پا جائیں۔

(دی نیشن لنڈن ۲۰ر ۱۴ فروری ۱۹۹۷ء)

## بمبئی میں رمضان المبارک

جماعت احمدیہ کو میں دو جگہ نماز تراویح پڑھنے کی سعادت نصیب ہوئی احمدیہ تبلیغی مرکز میں خاکسار نماز تراویح پڑھاتا رہا اور دوسری جگہ جو کہ تبلیغی مرکز سے ۱۵ کلومیٹر کے فاصلے پر ہے مکرم سید خلیل احمد صاحب خادم مسجد بمبئی کو نماز تراویح پڑھانے کی توفیق ملی۔ اللہ کے فضل سے درس و تدریس کا انتظام بھی کیا گیا تھا بعض احباب نے افطاری کا انتظام بھی کیا جن کے نام یہ ہیں ۱۔ مکرم یاسین احمد صاحب۔ ۲۔ مکرم ناصر احمد صاحب۔ ۳۔ مکرم شہاب احمد صاحب۔ فجزاہم اللہ تعالیٰ۔

جماعت کے افراد نے رمضان المبارک کے ایام عبادات۔ ذکر الٰہی۔ تلاوت کلام پاک اور صدقہ و خیرات میں گزارے فطرانہ کی رقم بھی جماعت کے افراد نے ادا کی جو کہ مستحقین کو دی گئی۔ خاکسار نے ان مبارک ایام میں نماز فجر کے بعد قرآن شریف اور نماز تراویح کے بعد حدیث شریف کا درس دیا اور آخری عشرہ میں نماز تہجد باجماعت پڑھانے کی توفیق ملی۔

(خادم سلسلہ باسط رسول مبلغ بمبئی)

# کیا جنوبی افریقہ کی سپریم کورٹ نے "قادیانیوں" کو غیر مسلم قرار دیا ہے؟

## سینکڑوں صفحات پر مشتمل عدالتی فیصلوں پر مبنی تجزیاتی رپورٹ

(رشید احمد چودھری)

(جماعت احمدیہ کے معاندین ملاؤں کو کسی کلمہ گو کو غیر مسلم، کافر اور مرتد قرار دینے سے جتنی خوشی ہوتی ہے اتنی کسی اور بات سے نہیں ہوتی۔ یہ ایک ایسی دردناک حقیقت ہے جس سے ہر وہ شخص واقف ہے جو ان ملاؤں کے ان بیانات و مطالبات پر نظر رکھتا ہے جو مختلف اخبارات و اشتہارات میں آئے دن شائع ہوتے رہتے ہیں۔ عامۃ المسلمین کی اخلاقی و روحانی حالت کس قدر گر چکی ہے۔ وہ دین سے بے بہرہ ہیں اور خلاف شریعت اسلامیہ کاموں میں ملوث ہیں اس سے انہیں کوئی دکھ نہیں پہنچتا۔ لیکن کوئی احمدی کلمہ پڑھے، نماز پڑھے، مسجد بنائے یا مسجد میں داخل بھی ہو تو ان کے دلوں میں ایک آگ بھڑک اٹھتی ہے اور ان کے مونہہ سے نفرت کے شعلے برسنے لگتے ہیں۔ احمدیوں کے معاملہ میں اشتعال انگیزی کی خاطر وہ ہر قسم کے جھوٹ اور فریب سے کام لینے کو کار ثواب خیال کرتے ہیں۔ ایسا ہی ایک جھوٹ یہ پھیلایا جاتا ہے کہ جنوبی افریقہ کی عدالت نے قادیانیوں کو (یعنی خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ سے وابستہ افراد جماعت احمدیہ کو) غیر مسلم قرار دیا ہے۔

ہم بار ہا یہ واضح کر چکے ہیں کہ دین و مذہب کا تعلق کسی فرد یا ادارے یا حکومت سے نہیں بلکہ خالق ارض و سماء اللہ تبارک و تعالیٰ کے ساتھ ہوتا ہے اور کسی انسان کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ کسی کے مذہب کی تعیین کرے یا کسی کو مومن یا کافر قرار دے۔ جہاں تک دنیوی قوانین کا تعلق ہے تو کسی کا وہی عقیدہ اور مذہب تسلیم کیا جائے گا جس کا وہ شخص خود اظہار کرے۔ مگر بدنصیبی سے جنہوں نے دین کو دنیا کا کاروبار بنا لیا ہو اور عاقبت کا کوئی خوف نہ رہا ہو، جو خود کو خدائی کے مقام پر سمجھتے ہوں ان کی سمجھ میں یہ بات نہیں آتی۔ وہ اسلام و ایمان کی سند دنیا کی عدالتوں اور اسمبلیوں سے حاصل کرنے پر خوش ہیں اور اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کہ وہ خدا اور رسول کی نظر میں مسلمان ہیں یا نہیں۔ جس طرح عیسائیوں نے کفارہ کا عقیدہ اپنا کر بزعم خویش اپنے تمام گناہ یسوع مسیح کے سر ڈال دیئے ہیں اور اب وہ آزاد ہیں کہ جو چاہیں کریں۔ ان کا عقیدہ کفارہ ہی ان کی نجات کے لئے کافی ہے۔ کچھ اسی طرح معاند احمدیت ملاؤں کا حال ہے۔ پاکستان کی اسمبلی نے انہیں مسلمان قرار دے دیا، اب انہیں کسی نیک عمل کی ضرورت نہیں رہی۔ ان کے نزدیک یہ سرٹیفکیٹ قیامت کے روز ان کی مسلمانی کے ثبوت کے لئے کافی ہوگا۔ شاید یہی وجہ ہے کہ اب پاکستان کے ملاں اپنی اور مسلمانوں کی دینی تعلیم و تربیت اور اصلاح کے کام سے اپنا ہاتھ کھینچ کر حکومت اور اقتدار کے لئے کوشاں ہیں اور اس ملک میں اس دن سے کہ حکومت کی نظر میں وہ مسلمان ہوئے اور احمدیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا ہر قسم کی برائی اور بے حیائی اور فحاشی اور عریانی دن بدن زیادہ قوت اور شدت کے ساتھ پھیلتی چلی جا رہی ہیں۔ ہم اس بارہ میں زیادہ تفصیل میں نہیں جانا چاہتے کہ پاکستان کا دینی و مذہبی، اخلاقی لحاظ سے کیا حال ہے اس کا نمونہ الفضل انٹرنیشنل کے ان صفحات میں گاہے گاہے عبرت کی خاطر شائع کیا جاتا ہے۔

اس وقت ہم اپنے قارئین کو جنوبی افریقہ کی عدالتوں میں احمدی مقدمات کی حقیقت سے آگاہ کرنا چاہتے ہیں تاکہ وہ مولویوں کے کردار سے پوری طرح باخبر ہو جائیں اور اس معاملہ میں ان کے جھوٹ اور مکر اور فریب سے آگاہ ہو جائیں اور "تا سیہ روئے شود ہر کہ در وغش باشد۔

مکرم چودھری رشید احمد صاحب نے نہایت محنت اور گہرے غور کے ساتھ ۳۵۲ صفحات پر مشتمل ان مقدمات کے عدالتی فیصلوں کو پڑھ کر ذیل کے مضمون میں سادہ اور آسان الفاظ میں حقیقت حال کو نہایت عمدہ طور پر جامع انداز میں مرتب کیا ہے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔ (مدیر))

### لاہوری احمدیوں کی طرف سے مقدمہ

مئی ۱۹۸۲ء میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام نے ساؤتھ افریقہ میں اسلامک سنٹر بنانے کے لئے فنڈز اکٹھا کرنے کی غرض سے قانون کے مطابق لائسنس کے حصول کے لئے اخبار میں اشتہار دیا۔

اس پر ساؤتھ افریقہ کی غیر احمدی مسلمانوں کی تنظیم مسلم جوڈیشل کونسل (MJC) نے اس کی مخالفت کی اور کہا کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا سنٹر "اسلامک سنٹر" نہیں کہلا سکتا نہ ہی یہ اسلامی طرز کا کوئی ادارہ یا مسجد ہو سکتا ہے کیونکہ کافر کوئی ایسا ادارہ یا مسجد بنانے کے مجاز نہیں ہیں۔

اس پر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام نے قانونی چارہ جوئی کی راہ اختیار کی اور اکتوبر ۱۹۸۲ء میں مسلم جوڈیشل کونسل، مسجد کے ٹرسٹی اور مسلم قبرستان کے ٹرسٹی کو سمن جاری کروا دیئے۔

اس مقدمہ میں دو مستغیث تھے:

اول۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام (لاہور)

دوئم۔ مسٹر اسماعیل PECK جو انجمن اشاعت اسلام کے ممبر تھے۔

مدعا علیہ تین تھے:

اول۔ مسلم جوڈیشل کونسل (MJC)

دوم۔ مسجد کا ٹرسٹی

سوئم۔ مسلم قبرستان کا ٹرسٹی

مدعا علیھان کی طرف سے مقدمہ کے آغاز میں ہی "احمدیہ انجمن اشاعت اسلام" کے مستغیث ہونے پر اعتراض کیا گیا اور یہ دلیل پیش کی گئی کہ کسی ایسوسی ایشن کے افراد کو تو بدنام کیا جا سکتا ہے مگر ایسوسی ایشن بذات خود بدنام نہیں کی جا سکتی۔

چنانچہ ۱۳ جون ۱۹۸۳ء کو اس بات پر فیصلہ سنا دیا گیا اور جج TEBUTT اور جج VAN HEERDEN نے مدعا علیھان کے حق میں فیصلہ دیا اس طرح احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کو بطور مستغیث منظور نہ کیا گیا اور مقدمہ کے مستغیث صرف اسماعیل پیک ہی رہ گئے۔

پیک نے تینوں مدعا علیھان کے خلاف اپنی درخواست میں عدالت سے استدعا کی کہ چونکہ وہ مسلمان ہے اس لئے مسلمانوں کے جملہ حقوق کا حقدار ہے اس لئے MJC کو روکا جائے کہ وہ احمدیوں کو کافر یا مرتد قرار دے نیز مسجد میں داخلہ کا حق بھی دلایا جائے اور قبرستان میں تدفین کا حق بھی دلایا جائے۔

مدعا علیھان کے وکیل کی طرف سے یہ مؤقف اختیار کیا گیا کہ مسٹر پیک کی درخواست کو ڈسمس کر دیا جائے کیونکہ اس کے نتیجے میں عدالت کو فیصلہ کرنا پڑے گا کہ احمدی مسلمان ہیں یا نہیں اور ایک سیکولر عدالت کے لئے یہ واجب نہیں کہ وہ اس طرح کے خالص مذہبی فیصلے کرے۔

اس لئے پیشتر اس کے کہ مقدمہ کی اصل کارروائی شروع ہو عدالت کو مندرجہ ذیل چار باتوں پر غور کرنا ہوگا:

اول۔ مسٹر پیک کو ہرگز اختیار نہیں کہ وہ عدالت سے درخواست کرے کہ اسے مسجد میں داخلہ کا حق دلایا جائے۔

دوم۔ اسی طرح اسے یہ حق بھی حاصل نہیں کہ وہ مسلمانوں کے قبرستان میں تدفین کے لئے عدالت سے رجوع کرے۔

سوم۔ اس کے پاس کوئی ایسی وجوہات نہیں جس سے وہ یہ دعویٰ کر سکے کہ اس کی بدنامی ہوئی ہے۔

چہارم۔

> "A secular court was not appropriate forum for deciding whether Ahmadi were Muslims o, not"
> ("Sunday Times", South Africa, Dated 28-7-85)

یعنی ایک سیکولر عدالت اس بات کا فیصلہ کرنے کے لئے کہ احمدی مسلمان ہیں یا نہیں، موزوں فورم نہیں ہے۔

### پاکستان سے چھ مذہبی قانونی ماہرین کی آمد

مدعا علیھان نے پاکستان سے چھ مذہبی قانونی ماہرین کو بلانے کی درخواست دی۔ وہ مندرجہ ذیل تھے۔

۱) مولانا محمد ظفر انصاری سابق رکن پاکستان قومی اسمبلی اور کونسل آف مسلم ورلڈ لیگ کے بانی ممبر۔

۲) ریٹائرڈ جسٹس محمد افضل چیمہ۔

۳) مولانا جسٹس محمد تقی عثمانی۔

۴) پروفیسر خورشید احمد۔

۵) ڈاکٹر سید ریاض الحسن گیلانی۔

۶) پروفیسر محمود احمد غازی۔

### مقدمہ کی سماعت

۶ نومبر ۱۹۸۴ء کو مقدمہ کی سماعت جسٹس برمن (BERMAN) کی عدالت میں شروع ہوئی اور تین دن تک جاری رہی۔ عدالت نے مدعا علیھان کی طرف سے قانونی نقاط پر مشتمل ابتدائی سوالات پر جرح کی اور اپنا فیصلہ محفوظ رکھا۔

چند ماہ بعد یعنی ۲۴ جولائی ۱۹۸۵ء کو فیصلہ سنایا گیا۔ عدالت نے اس بات کا جواب دیتے ہوئے کہ کیا سیکولر عدالت مذہبی نوعیت کے جھگڑوں میں فیصلہ کرنے کی مجاز ہے یا نہیں، اپنے فیصلہ میں لکھا:

> "Indeed it appears to me that the resolution of the question whether Ahmadis are Muslims or not may well be more fairly and dispassionately decided by a secular court such as this, than by some other tribunal composed of theologians."
> (Page 5, Judgement Ismail Peck vs MJC)
> (Verdict given on November 20, 1985)

ترجمہ: میرے نزدیک اس بات کا فیصلہ کہ احمدی مسلمان ہیں یا نہیں، دینی ماہرین پر مشتمل ٹریبونل کی بجائے سیکولر عدالت، جیسی کہ یہ ہے، زیادہ منصفانہ اور غیر جانبدارانہ طور پر کر سکتی ہے۔ اور یہ بھی کہا کہ اگر کسی شخص کے شہری حقوق متاثر ہوتے ہوں تو وہ عدالت سے اپنے حقوق کی بازیابی کے لئے درخواست کر سکتا ہے۔

عدالت نے مدعا علیھان کی طرف سے پیش کئے گئے تمام اعتراضات کو مسترد کر دیا اور مستغیث کو یہ حق دیا کہ وہ عدالت میں باقاعدہ کارروائی کے لئے درخواست دے سکتا ہے۔ چنانچہ عدالت نے ۵ نومبر ۱۹۸۵ء کو مقدمہ کی سماعت کا دن مقرر کیا مگر اس دن جب عدالت نے اپنی کارروائی کا آغاز کیا تو مدعا علیھان کے وکیل نے یہ عذر پیش کر کے کہ اس عدالت کو ہرگز یہ اختیار نہیں کہ وہ فیصلہ کرے کہ کون مسلمان ہے اور کون نہیں۔ یہ کہ اس معاملہ میں دنیا بھر کے مسلمانوں کا اجماع ہے کہ ایک غیر مسلم عدالت یہ فیصلہ نہیں دے سکتی کہ مسلمان کون ہے؟ اس طرح وہ عدالت سے واک آؤٹ کر گئے۔

MJC کے صدر محمد ناظم نے سنڈے ٹائمز ساؤتھ افریقہ کو بیان دیتے ہوئے کہا:

**"مسلمان کسی غیرمسلم ادارے یا شخص کو ہرگز یہ اختیار نہیں دیں گے کہ وہ فیصلہ کرے کہ کون مسلمان ہے اور کون نہیں"** (۲۸ جولائی ۱۹۸۵ء)

اسی طرح روزنامہ جنگ لندن اپنی ۴ دسمبر ۱۹۸۵ء کی اشاعت میں لکھتا ہے:

"کیپ ٹاؤن کی مسلم کونسل نے **دنیا بھر کے معروف دارالفتاوی سے فتویٰ لیا۔ ان کا متفقہ فیصلہ یہ تھا کہ کسی غیرمسلم**

عدالت کا فیصلہ مسلمانوں کے لئے قابل قبول نہیں ہے اور قرآن مجید نے غیرمسلموں کے پاس فیصلہ لے جانے کو طاغوت، کے پاس فیصلہ لے جانا قرار دیا ہے۔ یہ فتویٰ عدالت میں پیش کرنے کے بعد یہ بات واضح کر دی گئی کہ مسلمان اس مقدمہ کی کارروائی میں حصہ نہیں لیں گے۔" (جنگ لندن ۴ دسمبر ۸۵ء)

چنانچہ مقدمہ کی کارروائی جاری رہی اور عدالت نے ۲۰ نومبر ۱۹۸۵ء کو اس مقدمہ کا فیصلہ سنا دیا اور جج نے فیصلہ دیا کہ انجمن اشاعت اسلام کے اراکین سب مسلمان ہیں اس لئے وہ ان تمام حقوق کے حقدار ہیں جو عام مسلمانوں کے ہیں۔

عدالت نے یہ بھی نوٹ کیا کہ PECK نے ہرجانہ طلب نہیں کیا صرف عدالت کی طرف سے حکمنامہ کا مطالبہ کیا ہے کہ احمدیوں کے خلاف توہین آمیز لٹریچر نہ شائع کیا جائے اور اس کے شہری حقوق بحیثیت ایک مسلمان کے بحال کئے جائیں۔

## مسلمان کون ہے؟

مسلمان کون ہے؟ اس سلسلہ میں عدالت نے لکھا کہ:

"According to the evidence placed before the court, and in particular, the writings of the Hadith, there is no need to investigate deeply into the beliefs held by a person to determine whether he is a ' Muslim' One need only look at some aspects of his apparent conduct. If he is seen praying in the manner of the Muslims prayer, praying in the direction in which Muslims pray, or if he is heard proclaiming the Kalima, for example, then he is a Muslim. "
(Page 10, Judgement Ismail Peck vs MJC )
(Verdict given on November 20, 1985 )

ترجمہ: عدالت کے سامنے جو شہادت رکھی گئی ہے خاص طور پر حدیث کی رو سے کسی شخص کے متعلق جاننے کے لئے کہ آیا وہ مسلمان ہے یا نہیں؟ اس شخص کے عقائد کے بارہ میں لمبی چوڑی تحقیق کی ضرورت نہیں۔ صرف اس شخص کے ظاہری چال چلن کا مشاہدہ کرنا ہوگا۔ اگر وہ مسلمانوں کی طرح نماز ادا کرتا ہے اور اسی سمت کھڑے ہو کر نماز ادا کرتا ہے جس سمت مسلمان پڑھتے ہیں۔ یا اگر مثال کے طور پر وہ کلمہ ادا کرتے بھی سنا گیا ہے تو وہ شخص مسلمان ہے۔

## عدالت کا فیصلہ

جج ولیم سن نے اپنے فیصلہ میں لکھا:

۱۔ اسماعیل پیک کو مسلمان قرار دیا جاتا ہے اور اس طرح تمام ان حقوق کا حاصل قرار دیا جاتا ہے جو مسلمانوں کے ہیں۔

۲۔ مسلم جوڈیشل کونسل کو ایسا لٹریچر شائع کرنے، بانٹنے یا کسی اور طریق سے ممبران انجمن احمدیہ اشاعت اسلام (لاہور) ساؤتھ افریقہ کے خلاف جھوٹا، مضر، بغض و عناد سے بھرا ہوا اور توہین آمیز لٹریچر کی اشاعت سے منع کیا جاتا ہے۔

اسی طرح مسلم جوڈیشل کونسل کو منع کیا جاتا ہے کہ وہ اراکین انجمن احمدیہ اشاعت اسلام کو کافر، مرتد وغیرہ قرار دیں یا یہ کہیں کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین قرار نہیں دیتے اس لئے کافر ہیں اور مسجدوں میں ان کا داخلہ ممنوع ہے یا مسلمان قبرستان میں ان کی تدفین نہیں ہو سکتی اور یا یہ کہ ایک احمدی کے ساتھ شادی مسلم قوانین کے خلاف ہے۔

۳۔ مستغیث کو MALAY مسجد جو لانگ سٹریٹ اور ڈورپ سٹریٹ کے کونے میں واقع ہے، داخلہ کی اجازت ہے۔

۴۔ مستغیث کو مسلم قبرستان میں دیگر مسلمانوں کی طرح حقوق حاصل ہیں۔

عدالت کے اس فیصلے سے ساؤتھ افریقہ کے غیراحمدی مسلمانوں کو کافی مایوسی ہوئی۔ ناظم محمد نے اخبارات میں بیان دیا کہ وہ اس فیصلے کی پابندی کا کوئی ارادہ نہیں رکھتے اور تمام مسلمانوں کو کہا کہ وہ سپریم کورٹ آف ساؤتھ افریقہ کے اس فیصلہ کو نظرانداز کریں۔ یہ بھی کہا کہ کوئی کافر کسی دوسرے کافر کو مسلمان قرار نہیں دے سکتا۔

مگر نوٹ کرنے کے قابل بات یہ ہے کہ مسلم جوڈیشل کونسل یا کسی مولوی نے اس فیصلہ کے خلاف اپیل نہیں کی اس لئے یہ فیصلہ بہرحال قائم ہے۔

## پاکستانی مولویوں کا بیان

مولانا ظفر احمد انصاری نے جو پاکستان سے آنے والے وفد کے سربراہ تھے واپس جا کر اخبارات کو یہ بیان دیا کہ "ساؤتھ افریقہ کی سپریم کورٹ کے جج ولیم سن نے قادیانیوں کو مسلم قرار دیا ہے۔ مولانا انصاری نے کہا کہ یہ جج یہودی ہے اس لئے مسلم جوڈیشل کونسل نے عدالت کا بائیکاٹ کیا تھا" (ان کا یہ بیان جنگ لندن کی ۲ دسمبر ۸۵ء کی اشاعت میں شائع ہوا)۔

اسی طرح سید ریاض الحسن گیلانی نے ۴ دسمبر ۸۵ء کے جنگ لندن میں اسی قسم کا بیان دیا اور کہا کہ چونکہ متعلقہ جج ایک یہودی ہے اس لئے ہم نے عدالت کا بائیکاٹ کیا ہے۔

یہ بات بھی نوٹ کرنے کے قابل ہے کہ جماعت احمدیہ جس کا تعلق خلافت سے ہے اس کا اس مقدمہ سے کوئی تعلق نہیں تھا کیونکہ وہ یہ جائز نہیں سمجھتی کہ کسی ادارہ، اسمبلی یا عدالتوں سے مسلمان ہونے کا سرٹیفیکیٹ حاصل کیا جائے بلکہ وہ اس معیار کو مدنظر رکھتی ہے جو ایسی چیزوں کے لئے خدا تعالیٰ اور اس کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے ہیں۔ لیکن مولانا انصاری اور دیگر نمائندگان نے جو بیانات اخبارات کو جاری کئے اس میں جھوٹ اور فریب اور فتنہ انگیزی سے کام لیتے ہوئے "قادیانی جماعت" کا نام لیا۔

## مقدمات داہمن

## شیخ عباس جسیم VS شیخ ناظم

## محمد اور مسلم جوڈیشل کونسل

### مقدمہ نمبر ۱

مستغیث: شیخ عباس جسیم
مدعا علیہ: شیخ ناظم محمد

### مقدمہ نمبر ۲

مستغیث: شیخ عباس جسیم
مدعا علیہ: مسلم جوڈیشل کونسل

مقدمہ فروری ۱۹۸۶ء میں دائر کیا گیا اور عدالت نے فیصلہ ۲۳ فروری ۱۹۹۰ء کو سنایا۔

فروری ۱۹۸۶ء میں شیخ عباس جسیم (JASSIEM) امام مسجد گرای پارک نے سپریم کورٹ آف ساؤتھ افریقہ کے راس امید کے صوبائی ڈویژن کی عدالت میں شیخ ناظم محمد صدر مسلم جوڈیشل کونسل پر ہتک عزت کا مقدمہ دائر کر دیا اور ہرجانے کا دعوی کر دیا اس نے اپنی درخواست میں عدالت سے استدعا کی کہ شیخ ناظم محمد نے ۲۰ دسمبر ۱۹۸۵ء کو یوسفیہ مسجد ونبرگ (WYNBERG) میں بھری مجلس کے سامنے اس کے خلاف ہتک آمیز جملہ ادا کیا کہ "وہ (شیخ جسیم) احمدی ہے یا احمدیوں کا حمایتی ہے۔" حالانکہ وہ سنی مسلمان ہے اور کبھی بھی احمدی نہیں رہا۔

اس نے کہا کہ شیخ ناظم محمد نے یہ الفاظ اس وقت کہے جب لوگ رمزی ابراہیم کی شادی کے موقع پر مسجد میں جمع تھے۔

اس کے ساتھ ہی شیخ عباس جسیم نے ایک دوسرا دعویٰ مسلم جوڈیشل کونسل کے خلاف دائر کیا اور کہا کہ وہ مسلم جوڈیشل کونسل کے خلاف بھی ہرجانے کا دعویٰ کرتا ہے اس اضافے کے ساتھ کہ شیخ ناظم محمد نے یہ توہین آمیز الفاظ مسلم جوڈیشل کونسل کی اتھارٹی اور منظوری سے ادا کئے تھے۔

مزید برآں مسلم جوڈیشل کونسل نے لوپ سٹریٹ مسجد کے ٹرسٹیوں پر اثرانداز ہو کر اسے (شیخ عباس جسیم) کو مسجد کی امامت سے علیحدہ کر دیا تھا۔

عدالت نے فریقین کی رضامندی سے دونوں مقدمات اکٹھے سنے۔ یہاں یہ بات ضروری معلوم ہوتی ہے کہ فریقین کا مختصر سا تعارف کرا دیا جائے تاکہ مقدمہ اور اس کی کارروائی کو سمجھنے میں آسانی ہو۔

## شیخ عباس جسیم

مسلم جوڈیشل کونسل ۱۹۴۵ء میں بنائی گئی۔ شیخ عباس جسیم اس کا بانی ممبر تھا۔ مئی ۱۹۶۵ء میں مسلم جوڈیشل کونسل نے اس پر الزام لگایا کہ وہ احمدیوں کے ساتھ تعلقات رکھتا ہے اس لئے اس کو مرتد قرار دیا گیا اور جب قاہرہ سے فتویٰ موصول ہوا جس میں مسلم جوڈیشل کونسل کے کہنے کے مطابق یہ درج تھا کہ تمام احمدی مرتد ہیں اور یہ کہ کوئی احمدی یا احمدیوں کا ہمدرد مسجد میں داخل نہیں ہو سکتا۔ اس کا سرکلر مسلم جوڈیشل کونسل نے تمام مساجد میں بھجوایا مگر جسیم نے اسے ماننے سے انکار کر دیا۔

۱۹۷۱ء میں وہ COOVATOOL مسجد کا امام بنا جس عہدہ پر وہ دسمبر ۸۵ء تک رہا۔

۱۹۷۳ء میں جسیم نے عرفان جس کے متعلق افواہ تھی کہ وہ احمدی ہے کی بہن سے شادی کر لی۔

۱۹۸۲ء اور ۱۹۸۳ء کے دوران وہ پارک وڈ مسجد میں جز وقتی امام بھی رہا۔ ۱۹۸۳ء میں جسیم مکہ چلا گیا۔

۱۹۸۴ء میں مکہ سے واپسی کے بعد پارک وڈ مسجد کمیٹی نے اسے احمدیوں کے ساتھ تعلقات رکھنے کی وجہ سے بحیثیت پارٹ ٹائم امام نوکری سے

## سال ۹۷-۱۹۹۶ء کیلئے مجلس عاملہ برائے مجلس اطفال الاحمدیہ بھارت

| | |
|---|---|
| نائب مہتمم اطفال مجلس خدام الاحمدیہ بھارت | مکرم مسعود احمد راشد |
| سیکرٹری عمومی | ٹی ایم عبدالمجیب صاحب |
| سیکرٹری تجنید | ایم اے محمود احمد صاحب |
| سیکرٹری اشاعت | خواجہ محمد عمر صاحب |
| سیکرٹری تربیت | ٹی شفیق احمد صاحب |
| سیکرٹری وقف جدید | ایچ ناصر الدین صاحب |
| سیکرٹری خدمت خلق | شیخ مجاہد احمد صاحب |
| سیکرٹری مال | شریف احمد صاحب حیدر آبادی |
| سیکرٹری تعلیم | افتخار احمد صاحب |
| سیکرٹری صحت جسمانی | ملک کریم الدین صاحب |
| سیکرٹری وقار عمل | شیخ محمد ذکریا صاحب |
| سیکرٹری صنعت و تجارت | فہیم احمد صاحب |
| سیکرٹری انچارج کیرالہ سیکشن | ایم اے محمود احمد صاحب |
| سیکرٹری انچارج اڑیسہ سیکشن | شیخ محمد ذکریا صاحب |

(مہتمم اطفال مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

## اعلان نکاح

خاکسار کا نکاح مکرم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد ناظر اعلیٰ قادیان نے مورخہ ۲۰-۱-۹۷ کو بعد نماز عصر مسجد مبارک میں ہمراہ مکرمہ ہاجرہ بیگم بنت مکرم ابو بکر صاحب آف انڈیمان مبلغ ۲۵۰۰۰ روپے حق مہر پر پڑھایا۔ احباب جماعت سے اس رشتہ کے بابرکت ہونے کیلئے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے اعانت بدر ۵۰ روپے۔

(عقیل احمد سہارنپوری معلم وقف جدید بیرون آگرہ سرکل۔ یوپی)

کونسل کی عمومی کارروائیاں ان کو بدنام کرنے کے لئے کی جا رہی تھیں۔

## احمدیہ ایشو

مقدمہ کی کارروائی کا آغاز کرتے ہی عدالت کو بہت سارا وقت اس ایشو پر گزارنا پڑا کہ کیا مرزا غلام احمد جو ۱۹۰۸ء میں انڈیا میں وفات پا گئے تھے مسلمان تھے یا مرتد اور کیا لاہوری احمدی مسلمان ہیں یا مرتد؟

مدعا علیہان کی طرف سے اس بات پر زور دیا گیا کہ عدالت مرزا غلام احمد اور اس کے ماننے والوں کو مرتد قرار دے۔ اس پر عدالت نے اس بات کو نوٹ کیا کہ پیک کے کیس میں مسلم جوڈیشل کونسل نے یہ موقف اختیار کیا تھا کہ سیکولر عدالت مذہبی جھگڑوں کا فیصلہ نہیں کر سکتی مگر اس عدالت میں وہ خود عدالت سے ایک مذہبی معاملہ میں فیصلہ طلب کر رہی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے:

"It was Ijma - The opinion of Muslims world wide, and he (Nazim) travelled widely to consult - which obliged the MJC to withdraw from the Peck case, that persuaded it to do so.
That ijma has clearly either done a rapid volte face or is binding only when it suits the MJC. There is no logical reason why different considerations should have applied in the Peck case to any applicable here or in the matter in which ICSA is seeking adjudication on the same issue from the secular court."
(Page 101, 102 Judgement Sh-Abbas Jassien vs Nazim Muhamad)
(and Judgement Sh-Abbas Jassiem vs MJC)
(delivered on 23 February 1990)

ترجمہ: یہ اجماع یعنی دنیا بھر کے مسلمانوں کی متفقہ رائے جس کے لئے ناظم نے مشورہ کرنے کے لئے دور دراز کا سفر اختیار کیا اور جس کی وجہ سے مسلم جوڈیشل کونسل اس بات پر مجبور ہوئی کہ پیک کے مقدمہ کی کارروائی میں حصہ لینے سے ہاتھ کھینچ لے اس اجماع سے ہی ان کو یہ قدم اٹھانے کا خیال آیا۔

لگتا ہے کہ یا تو اس اجماع نے تیزی سے قلابازی کھا کر الٹا فیصلہ دیا ہے یا پھر یہ اجماع مسلم جوڈیشل کونسل کو صرف اس صورت میں قابل قبول ہے جب یہ اس کے مفاد میں ہو کیونکہ اس بات کی کوئی منطقی وجہ دکھائی نہیں دیتی کہ پیک کے مقدمہ میں اور حالیہ مقدمہ میں یا اس مقدمہ میں جس میں اسلامی کونسل آف ساؤتھ افریقہ (ICSA) اسی موضوع پر سیکولر عدالت سے فیصلہ طلب کر رہی ہے مختلف طریق کار اختیار کئے جائیں۔

## حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق

## عدالتی ریمارکس

جہاں تک مرزا غلام احمد صاحب کا تعلق ہے، عدالت لکھتی ہے:

"He himself had, according to his writings, no doubt, that he was a Muslim, moreover a reformer and reviver sent by God; to rejuvenate Muslim's faith in the Quran and adherence to the teachings of the Holy Prophet, to defend Islam and the Holy Prophet against attacks by the protagonists of other religions, and to woo adherence from other faiths to Islam.
At first he was well regarded and lauded for his propagation of Islam and his defence of that faith and its propounder, the Holy Prophet Muhammed.
Not all Muslims accepted his teachings unreservedly. Certain Batalvi after praising Mirza's earlier work later travelled far to obtain signatures to a fatwa - opinion - condemning him.
However at his death, Mirza was widely praised as a fighter in the cause of Islam by persons of culture, influence, adherence to the undoubted tenets of the faith.
There was no suggestion from them that he was an apostate despite the fact that those who praised him were aware of his claims to have been the Promised Messiah and to have received revelation from God and of the general content of his teachings and did not necessarily accept some or all of them."
(Judgement Jassiem vs Nazim and MJC)
(Verdict given on February 23, 1990, Page 3, 4)

ترجمہ: اس (مرزا غلام احمد) کو جیسا کہ اس کی تحریرات سے واضح ہے اس بارہ میں کوئی شک نہیں تھا کہ وہ مسلمان ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا ہوا ایک مصلح اور مجدد ہے جس کا کام مسلمانوں میں قرآن اور رسول کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیمات کا احیاء کرنا، اسلام اور رسول مقبولؐ کا دوسرے مذاہب کے حامیوں کے حملوں سے دفاع کرنا اور دوسرے مذاہب کے لوگوں کو اسلام میں داخل کرنا ہے۔

شروع شروع میں تبلیغ اسلام اور رسول مقبولؐ اور اس کے دین کے تحفظ کرنے کی وجہ سے ان کا بڑا احترام کیا گیا اور کام کی تعریف کی گئی۔

مگر دنیا بھر کے تمام مسلمانوں نے اس کی تعلیمات کو قبول نہیں کیا۔ ایک بٹالوی صاحب جو مرزا صاحب کے ابتدائی کام کی وجہ سے ان کی تعریف میں رطب اللسان تھے بعد میں اس کے خلاف فتویٰ پر دستخطوں کے لئے دور دراز سفر پر گئے۔

تاہم مرزا صاحب کی وفات پر انہیں اسلام کی خاطر دفاعی جنگ لڑنے کی وجہ سے نیز اسلام کے اصولوں پر سختی سے کاربند رہنے کی وجہ سے مہذب اور باأثر لوگوں نے ان کے کام کو بہت سراہا۔

ان لوگوں کی طرف سے اس بات کا اشارہ تک نہیں ملتا کہ مرزا صاحب مرتد تھے باوجودیکہ جن لوگوں نے اس کی تعریف کی وہ اس کے دعاوی سے بخوبی واقف تھے اور جانتے تھے کہ وہ مسیح موعود کا دعویٰ کرتا ہے اور خدا تعالیٰ سے الہام پانے کا دعویٰ کرتا ہے اسی طرح وہ اس کی عام تعلیمات سے بھی واقف تھے مگر ضروری نہیں کہ وہ اس کے دعاوی میں سے چند یا سب کو مانتے ہوں۔"

## مقدمہ کی کارروائی

دوران مقدمہ چار سوالات عدالت کے سامنے آئے:

۱۔ کیا جسیم مسلمان ہے؟ اگر بحیثیت امام وہ اتنے سال رہنے کے باوجود وہ مسلمان ثابت نہیں ہوتا تو

۲۔ مسلمان ہونے کے لئے کونسی شرائط ہیں؟

۳۔ کیا مرزا صاحب اور ان کے پیروکار مرتد ہیں؟

۴۔ کیا وہ شخص جو لاہوری احمدیوں کو مرتد قرار نہیں دیتا مسلمان کہلا سکتا ہے؟

## ارتداد کے بارے میں عدالتی ریمارکس

ارتداد کے بارے میں پروفیسر غازی صاحب جو پاکستان سے خاص طور پر بلائے گئے تھے کا موقف تھا کہ اگر کوئی شخص رسول مقبولؐ کے بعد الہام کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ مرتد ہے۔ اس مسئلہ کے متعلق عدالت کی رائے فیصلہ کے صفحہ نمبر ۱۳۶ پر یوں درج ہے:

"In short, the findings of the court is that there are different views about what are fundamentals of belief, deviation from which takes one outside the fold of Islam.
Ghazi's evidence that there can be no doubt that Mirza was an apostate and his followers are apostate is contradicted by history"
(Page 136 Judgement delivered on 23 February 1990"

ترجمہ: القصہ مختصر عدالت اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ اس بات کے جواب میں کہ اسلام کے وہ بنیادی عقائد کون سے ہیں جن کے نہ ماننے سے ایک شخص مسلمان نہیں رہتا۔ لوگوں کی مختلف آراء ہیں۔

غازی کی شہادت کہ "اس بات میں ذرہ بھر بھی شک نہیں کہ مرزا صاحب اور اس کے پیروکار مرتد ہیں" تاریخی واقعات سے متصادم ہے۔

پروفیسر غازی نے اپنے بیان میں حد درجہ کوشش کی کہ احمدیوں کو مرتد قرار دیا جائے مگر اس پر تبصرہ کرتے ہوئے عدالت نے لکھا

"Ghazi's evidence, in my view, fell short of showing, despite his sweeping claims and those of Nazim, that it *has without doubt been established as a principle of* Islam by majority vote or view of appropriately qualified scholars within the Muslim family, members of Which are found in almost

(باقی صـ۱۱ پر)

PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR & MARUTI
P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA- 700072 ☎ 26-3287

طالبانِ دُعا:۔
آٹو ٹریڈرز
Auto Traders
16 بینٹولین کلکتہ 700001
فون نمبر:۔ 2430794,241652,248522

ارشاد نبوی ﷺ
اِجْتَنِبُوا الْغَضَبَ
ترجمہ۔ سخت غصے سے بچو۔
منجانب:۔ ممبران جماعت احمدیہ ممبئی

GURANTED PRODUCT
NEVER BEFORE
THIS COMFORT THIS DURABILITY AND SOLIGHT
A TREAT FOR YOUR FEET
SONIKY HAWAI
NIR
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD
34. A DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD CALCUTTA -15

## بقیہ۔ ہومیو پیتھک

رنگ سے زیادہ سیاہ رنگ کے دھبے ہوتے ہیں اور کنارہ بھی سیاہ ہوتا ہے۔ عام پھلبہری کی یہ خاص نشانی ہے کہ اس کا کنارہ ضرور بنتا ہے۔ اس قسم کی پھلبہری کے مریض کو میں نے مرکسال ۱۰۰۰ دی تھی اور چند دن یا ہفتے کے اندر اندر کایا پلٹ گئی اور جلد صاف ہونی شروع ہوگئی تھی غالباً ایک آدھ نشان ہی باقی رہ گیا تھا۔

کاسٹیکم کی ایک اور علامت گلے کے اندر فالجی کیفیات کا پیدا ہونا بھی ہے مگر کاسٹیکم میں صبح کے وقت گلا بیٹھتا ہے۔ اگر گلا شام کے وقت بیٹھے تو اس کے لئے کاربوویج بہت مفید ہے۔ کاسٹیکم کے گلے کی فالجی علامت تدریجاً پیدا ہوتی ہے اور نگلتے ہوئے تکلیف ہوتی ہے اور بہت کوشش سے شعوری طور پر کھانا نگلنا پڑتا ہے کہ وہ کہیں سانس کی نالی میں نہ چلا جائے۔ یہ علامتیں شروع ہوں تو فوراً کاسٹیکم شروع کروادینی چاہئے۔ کاسٹیکم کا فالج اگر زبان پر اثر انداز ہو تو تھتلاہٹ پیدا کر دیتا ہے اور اس علامت کی وجہ سے سٹرامونیم میں کاسٹیکم کی علامت نہیں ہے۔ سٹرامونیم میں خوف بہت ہوتا ہے اور بعض اوقات مریض ذہنی توازن کھو دیتا ہے اور پاگل ہو کر عموماً اس کا ذہن مذہبی نظاروں کی طرف منتقل ہو جاتا ہے اور وہموں کا شکار ہو جاتا ہے۔ کاسٹیکم میں وہم نہیں ہیں۔ ان دونوں میں خوف کی علامت مشترک ہے۔ ان دونوں کو ملا کر بھی دیا جاسکتا ہے۔

کاسٹیکم میں ایک اور علامت یہ ہے کہ کھانا دیکھ کر بھوک ختم ہو جاتی ہے یہ علامت لائیکوپوڈیم میں بہت نمایاں ہے۔ بھوک محسوس ہو اور چند لقمے کھا کر ہی بھوک ختم ہو جائے تو یہ بھی کاسٹیکم کی علامت ہے۔ اگر کھانے کی بو سے بھوک بند ہو تو پھر کولچیکم بہترین دوا ہے۔ کالی کاربو، چائنا، کاسٹیکم اور لائیکوپوڈیم میں بھوک بہت لگتی ہے لیکن چند لقموں سے ہی پیٹ بھر جاتا ہے۔ بعض مریضوں میں پیاس کا بہت احساس ہوتا ہے لیکن پینے کو دل نہیں چاہتا یا تھوڑا سا پی کر پیاس غائب ہو جاتی ہے اس میں لیکسز چوٹی کی دوا ہے۔ کچھ اور دواؤں میں بھی یہ علامتیں پائی جاتی ہیں۔ ہائیڈروفوبینم کا مریض پانی سے ڈرتا ہے۔ ہائیڈرو سائینک ایسڈ (پوٹاشیم سائنیڈ) اتنا خطرناک زہر ہے کہ عموماً اس کے اثر سے لوگ مرجاتے ہیں اسکی علامات میں پانی پیتے ہوئے تشنج ہوتا ہے اور پانی پیا نہیں جاتا۔

اگر وضع حمل کے وقت عورت کے گردوں پر اثر ہو، خوف دباؤ یا سوزش کی وجہ سے پیشاب بند ہو جائے تو کاسٹیکم اس میں بہت مفید ہے بلکہ ایسی حالت میں یہ جان بچانے والی دوا بن جاتی ہے۔ بعض عورتوں کو وضع حمل کے بعد چوبیس گھنٹے پیشاب نہیں آیا میں نے انہیں کاسٹیکم دیا تو شروع میں خون والا پیشاب آیا جس کا مطلب ہے کہ گردوں میں سوزش تھی فالجی حالت نہیں تھی۔ پھر پیشاب کے ساتھ خون کم ہونے لگا اور کھل کر پیشاب آنا شروع ہوگیا بعد میں میں نے انہیں پریرا بریوا کیو کا کورس دیا کیونکہ پریرا گردوں کو دھونے اور پیشاب کو زیادہ کرنے میں عمومی طور پر اچھا اثر ظاہر کرتی ہے۔ عام حالات میں اگر پیشاب رک جائے تو کاسٹیکم کی علامتیں بالکل مختلف ہونگی۔ مریض بیٹھ کر پیشاب نہیں کر سکتا۔ کھڑا ہونے کی حالت میں پیشاب دباؤ کی وجہ سے خود بخود بہتا ہے بے حسی ہوتی ہے اور پتہ نہیں چلتا۔ جب یہ علامتیں اکٹھی ہو جائیں تو کاسٹیکم بہت نمایاں فائدہ پہنچاتی ہے۔ اجابت میں بھی کاسٹیکم کی ایک علامت ہے جو اینٹی مونیم کروڈ سے ملتی ہے۔ اینٹی مونیم کروڈ میں سخت اجابت ہوتی ہے اور چلتے پھرتے ہوئے گولے سے نکل جاتے ہیں اور مریض کو پتہ بھی نہیں چلتا۔ کاسٹیکم میں بھی یہ علامت بہت نمایاں ہے کہ اگر انتڑیوں میں خصوصاً بڑی آنت کے آخری حصہ (ریکٹم) میں فالجی علامات ظاہر ہوچکی ہوں تو اس میں اجابت بغیر احساس کے خود بخود ہو جاتی ہے اور مریض کو پتہ نہیں چلتا عموماً بڑھاپے میں تدریجاً بڑھنے والی علامتیں اپنی پختگی کو پہنچ جاتی ہیں۔

اینٹی مونیم کروڈ کا معدے سے بہت گہرا تعلق ہے۔ سفید رنگ کی موٹی تہہ زبان پر جم جاتی ہے۔ کاسٹیکم میں یہ علامت نہیں ہے بلکہ اس میں عموماً زبان پر سرخی مائل چمک پائی جاتی ہے۔

خواتین کے ماہانہ ایام کے دوران خون آنے سے پہلے اور بعد میں تشنج ہوتا ہے لیکن حیض کے دوران تشنجی علامات ظاہر نہیں ہوتیں دراصل خون کے دباؤ میں کچھ تشنجی علامات پائی جاتی ہیں۔ اگر خون رک جائے تو تشنج ہوگا چل پڑے تو تشنج ٹھیک ہو جائے گا۔

کاسٹیکم کی علامات رکھنے والا مریض چونکہ غیر معمولی طور پر زود حس ہوتا ہے اس لئے بعض اخراجات زود حسی کی وجہ سے بند ہو جاتے ہیں مثلاً اگر ماہانہ ایام کے دوران کوئی صدمہ پہنچ جائے یا کسی وجہ سے خوف طاری ہو یا کسی عزیز کی وفات ہو جائے تو حیض بند ہو جاتے ہیں اس صورت میں کاسٹیکم ہی علاج ہے اسی طرح کسی صدمہ یا غم کی خبر سے دودھ پلانے والی عورتوں کا دودھ خشک ہو جاتا ہے اس وقت بھی کاسٹیکم مفید ہے۔

آواز پیدا کرنے کے تاروں میں فالج ہو جائے تو وہ تدریجاً بڑھتا رہتا ہے اور بڑھاپے میں پہنچ کر مزید نقصان پہنچا دیتا ہے لیکن روزمرہ کے فالج کی یہ علامت ہے کہ صبح کے وقت گلے پر زیادہ اثر ہوتا ہے دن گزرنے سے رفتہ رفتہ تکلیف کم ہو جاتی ہے۔ کاربوویج میں اس کے برعکس صورت ہے۔ اس کے مریض کا صبح کے وقت گلا ٹھیک ہوتا ہے لیکن دن گزرنے پر شام کے قریب آواز بھاری ہو جائے گی اور آواز بیٹھ جائے گی۔ گلے کے فالج کا صرف بولنے کی تاروں سے ہی تعلق نہیں بلکہ وہ سارا اعصابی نظام جو گلے میں ہے اور اس کا تعلق نگلنے سے ہے وہ متاثر ہوتا ہے۔ اس میں لیکسز، کاسٹیکم اور کاکولس اثرانداز ہوتی ہیں ان میں خاص فکر والی علامت یہ ہے کہ نگلتے وقت معدے کی نالی میں لقمہ جانے کے بجائے اس کا کچھ حصہ سانس کی نالی یا ناک میں چلا جاتا ہے جو بہت خطرناک علامت ہے وقت کے ساتھ ساتھ یہ تکلیف بڑھ جاتی ہے اس میں کاسٹیکم چوٹی کی دوا ہے۔ لیکسز اور کاکولس میں بھی یہ علامت پائی جاتی ہے۔ کاکولس کو عموماً صرف چکروں کی دوا سمجھا جاتا ہے اس کے چکروں کا اعصاب سے تعلق ہے اور کاکولس کا گلے پر بھی جو اثر ہے اس کا اعصاب سے تعلق ہے۔ ایک اور چیز بھی کاکولس کے اعصابی تعلق کو نمایاں کرتی ہے بعض دفعہ نچلے دھڑ کے مکمل فالج میں کاکولس کی ایک خوراک ایک لاکھ طاقت میں دینے سے بہت جلد رد عمل ظاہر ہوتا ہے اور جسم میں جان پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہے ان چیزوں سے میں نے اندازہ لگایا ہے کہ یہ اعصابی دوا ہے اور اس کے چکروں کا بھی اعصاب سے ہی تعلق ہے۔ کانوں کے اعصاب میں اگر کوئی خرابی واقع ہو جائے تو چکروں کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔

فاسفورس، برائیونیا اور کاسٹیکم ۔ یہ تین دوائیں ایسی ہیں جن کی آپس میں مشابہت ہے جن کے درمیان تمیز کرنا بہت ضروری ہے ورنہ اگر انہیں ملا کر دیا جائے تو فوری بیماریوں میں تو کوئی حرج نہیں کچھ نہ کچھ فائدہ پہنچ جاتا ہے لیکن مزمن بیماریوں میں اصل دوا کی تلاش لازم ہے۔ بہت سی دوائیں ملاکر دینے سے بعض دفعہ میں نے محسوس کیا ہے کہ مختلف دواؤں کے اثرات مل کر ایک نیا مزاج پیدا کر دیتے ہیں۔ سائنس کی اصطلاح میں بھی یہ کہا جاتا ہے کہ جب تین چار طاقتیں مل کر کام کر رہی ہوں تو آخری نتیجہ (Resultant Direction) کی سمت ضرور بدل جاتی ہے۔ ہومیو پیتھی میں بھی میں نے بہت تجربہ کے بعد قطعی طور پر یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ دو چار دوائیں ملا کر دی جاتی ہیں تو اس سے ہر دوا کا اکیلا اثر کمزور پڑ جاتا ہے چنانچہ ایک دفعہ ایک مریض کو میں نے ہیضہ کا نسخہ دیا لیکن اس سے پورا فائدہ نہیں ہو رہا تھا میں نے اسی نسخہ میں سے ایک دوا جو علامت کے زیادہ قریب تھی وہ چن کر الگ دی تو ایک دو خوراکوں سے ہی شفا ہوگئی۔ اسی طرح ایک دفعہ مجھے پیچش ہوگئی، بہت دوائیں استعمال کیں لیکن خاطر خواہ فائدہ نہ ہوا۔ میں نے نسخہ میں سے کالی فاس کو الگ کرلیا کیونکہ مجھے محسوس ہوا کہ اعصابی تھکاوٹ کی وجہ سے پیچش ہوئی ہے اس لئے میں نے سوچا کہ اعصابی دوا استعمال کرکے دیکھنی چاہئے۔ اکیلی کالی فاس کی ایک ہی خوراک سے مجھے فوراً سکون مل گیا اور سب درد اور تکلیف ختم ہوگئی۔ وقت بچانے کے لئے بعض دفعہ مجبوراً دوا ملا کر دینے میں کوئی حرج نہیں ہے اور ایسے نسخے ہنگامی ضرورت میں کام آتے ہیں مگر ہر دوا کا مزاج سمجھنا اپنی ذات میں انتہائی ضروری ہے تاکہ اگر ایک صحیح دوا مل جائے تو اس سے بہتر کوئی علاج نہیں۔

ان تینوں دواؤں کے مزاج بھی الگ الگ سمجھنے چاہئیں۔ کاسٹیکم کا اعصاب، اندرونی جھلیوں، پھیپھڑوں، گردوں پر اثر ہے۔ فاسفورس بھی ان چیزوں میں چوٹی کی دوا ہے اور کاسٹیکم سے زیادہ گہری دوا ہے۔ کاسٹیکم عضلاتی اثرات رکھتی ہے اور ہڈیوں پر اثر نہیں کرتی وہاں فاسفورس اثر کرتی ہے۔ ہڈیوں کے کینسر میں اگر دوسری علامتیں بھی ملتی ہوں تو یہ چوٹی کی دوا ہے۔

(باقی آئندہ انشاءاللہ)

(بشکریہ ہفت روزہ الفضل انٹر نیشنل لندن)

---

every country of the globe that Ahmadis are to be declare Murtad."

(sheikh Abbas Jassiem vs Judgement MJC and Sheikh Nazim Mohammad page 122, delivered on 23rd Feb 1990)

ترجمہ۔ میرے خیال میں غازی کا بیان باوجود اس کے اپنے اور ناظم کے بلند و بانگ دعووں کے یہ ثابت کرنے میں ناکام رہاہے کہ کثرت رائے سے یا دنیا بھر کے ہر ملک میں پھیلے ہوئے امت مسلمہ کے مستند سکالروں کے مطابق یہ باب بلاشبہ اسلامی اصول کی صورت میں تسلیم کرلی گئی ہے کہ احمدیوں کو مرتد قرار دیا جائے۔

"Ghaxi's statement that the stage at which a Muslim is to be ejected from the community (and the mosque) is where the over whelming majority of the Ulma and the Muslim Commnity considers him to be outside the fold of Islam is meaningless."

(Judgement delivered on 23rd Feb 1990, p.117)

ترجمہ۔ غازی کا یہ بیان کہ ایک مسلمان کو امت مسلمہ اور مسجد سے اس وقت نکالا جاسکتا ہے جب علماء کی غالب اکثریت اور امت مسلمہ اسے دائرہ اسلام سے خارج سمجھتی ہو بے معنی ہے۔

### کیاوہ الفاظ شیخ ناظم نے کہے تھے؟

اس سوال کے جواب میں کہ کیاوہ الفاظ جو ناظم نے شادی کے موقع پر جسیم کیلئے کہے تھے کہ وہ احمدی ہے یا احمدیوں کا ہمدرد ہے" جسیم کے لئے ہتک آمیز تھے۔ عدالت نے کہاکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ ان الفاظ نے ساؤتھ افریقہ کی ایک مخصوص کمیونٹی کی نظروں میں اسے گرادیا۔ مگر عام پبلک کی نظروں میں نہیں۔

جج نے ناظم محمد کے متعلق اپنے فیصلہ کے صفحہ ۶۵ پر یہ ریمارکس دیئے :

"مجھے اس بات میں ذرا شک نہیں کہ ناظم نے شادی کے واقعات اور اس میں اپنے کردار کے بارہ میں غلط بیانی سے کام لیااور یہ کہ اس معاملہ میں جسیم اور ان کے گواہوں کے بیان کو ترجیح دینی چاہئے۔"

جسیم کے بیانات کے بارہ میں عدالت نے کہاکہ اس کے بیانات میں بعض نقائص اور ابہام ہیں اور جو شاید بڑھاپے 'یادداشت کی کمزوری یا واقعات کے مشاہدات میں بے ترتیبی کی وجہ سے ہیں مگر شیخ ناظم نے دانستہ طور پر سچائی سے گریز کیا ہے۔

### فیصلہ

عدالت نے فیصلہ دیاکہ :

۱۔ جسیم کا مسلم جوڈیشل کونسل کے خلاف ہرجانہ کا دعویٰ کہ اس نے ٹرسٹیوں پر دباؤ ڈال کر اسے ملازمت سے برطرف کیاہے ڈسمس کیاجاتاہے۔

۲۔ جسیم کا ہتک عزت کادعویٰ کامیاب قرار دیا جاتا ہے اور عدالت حکم دیتی ہے کہ مسلم جوڈیشل کونسل ر ناظم مشترکہ طور پر یا انفرادی طور پر جسیم کو ۵۰۰۰ Rand دے۔

۳۔ جہاں تک عدالت کے اخراجات کا تعلق ہے اس کے فیصلہ کیلئے رجسٹرار کے ساتھ مل کر فریقین کوئی تاریخ طے کرلیں۔

دستخط

JUDGE VAN DEN HEEVER'

DATED :23FEBRUARY 1990.

---

# آل اڑیسہ سالانہ اجتماع انصار اللہ

تمام زعماء کرام امراء و صدر صاحبان مبلغین و معلمین حضرات سے درخواست ہے کہ صوبائی اجتماع انصار اللہ اڑیسہ مورخہ ۱۰۔۱۱ مئی بمقام جماعت احمدیہ کیرنگ منعقد ہو رہاہے۔ اپنی اپنی مجلس سے زیادہ سے زیادہ نمائندے اس اجتماع میں شمولیت کیلئے بھجوائیں اور اس اجتماع کو ہر جہت سے کامیاب بنانے کے سلسلہ میں بھرپور تعاون فرمائیں۔

(صدر مجلس انصار اللہ بھارت)

# ضروری اعلان برائے مبلغین و معلمین

جملہ مبلغین و معلمین کرام نظارت دعوۃ و تبلیغ وانجمن تحریک جدید وانجمن وقف جدید اندرون و بیرون کی اطلاع کیلئے تحریر ہے کہ امتحان دینی نصاب مورخہ ۳۰ر مارچ ۹۷ء لیا جائے گا۔

نصاب برائے مبلغین :۔ ایام الصلح۔

نصاب برائے معلمین :۔ تربیتی نصاب شائع کردہ نظارت نشرواشاعت پہلے تین باب صفحہ ۱ تا صفحہ ۷۳۔

پرچہ جات سوالات بھجوائے جاچکے ہیں۔ اگر کسی وجہ سے پرچہ موصول نہ ہو تو فوری طور پر متعلقہ دفتر سے معلوم کرلیں۔

(ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

---

**تصحیح:** بدر شمارہ ۱۹۔۲۶ دسمبر ۹۶ "اسلامی اصول کی فلاسفی نمبر" میں صفحہ ۵ پر حضرت میر ناصر نواب صاحب رضی اللہ عنہ کی نظم شائع ہوئی ہے جس کے آٹھویں سطر کے دوسرے مصرعہ میں لفظ "مظالم" کو "مظاھر" پڑھاجائے شکریہ۔

یہ نظم جلسہ اعظم مذاہب کی طرف سے شائع کردہ سالانہ رپورٹ سے اخذ کی گئی تھی چونکہ اس میں اسی طرح درج تھا اس لئے یہ سہو ہوا ہے۔ قارئین اس کی اصلاح فرمالیں۔ جزاکم اللہ۔

(ادارہ)

# اخراج از نظام جماعت

سیدنا حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مکرم ارشاد حسین صاحب آف حیدر آباد کو اخراج از نظام جماعت کی سزا دی ہے۔

(نظارت امور عامہ)

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO - R.N 61/57

FAX - 01872 -20105 | ✆ 01872- 20757

THE WEEKLY BADR QADIAN 143516

DISTT - GURDASPUR, PUNJAB (INDIA).

VOL - 46 | THURSDAY. | MARCH 27 TH 1997 | ISSUE NO - 13

# ہومیوپیتھی طریق علاج کے متعلق آسان اور مفید معلومات

ایم ٹی اے انٹرنیشنل پر بیان فرمودہ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد امام جماعت احمدیہ عالمگیر کے ہومیو پیتھی اسباق سے مرتبہ کتاب "ہومیوپیتھی یعنی علاج بالمثل" سے سلسلہ وار۔

(قسط نمبر ۱۲)

## کاسٹیکم

## CAUSTICUM

کاسٹیکم بہت گہرا اثر رکھنے والی دوا ہے جو عام روزمرہ کی بیماریوں میں بہت فائدہ مند ثابت ہوتی ہے لیکن اسے عموماً اچانک ظاہر ہونے والی امراض کے فوری علاج کے لئے اور عضلاتی فالج خصوصاً لقوہ کے لئے ہی استعمال ہونے والی دوا سمجھا جاتا ہے۔ وہ امراض جس میں کاسٹیکم کی علامات پائی جاتی ہیں آہستہ آہستہ بڑھتی ہیں لیکن اگر سردی لگنے کی وجہ سے فالج ہو جائے تو سمجھا جاتا ہے کہ اچانک ہوگیا ہے لیکن میں نے بہت گہری نظر سے مطالعہ کیا ہے کہ چند دن پہلے سردی لگتی ہے اور رفتہ رفتہ جسم میں بے چینی، کمزوری اور تھکاوٹ کا احساس ہونے لگتا ہے پھر فالج کی علامات ظاہر ہوتی ہیں۔ اچانک فالج کا اثر ایکونائٹ میں پایا جاتا ہے۔ کاسٹیکم میں دو تین دن پہلے یا کم از کم چوبیس گھنٹے پہلے فالج کے آثار ظاہر ہوتے ہیں اور آہستہ آہستہ اپنی جگہ بناکر سب علامات بیماری کی شکل اختیار کر لیتی ہیں۔

ہکلانے کے مرض میں عموماً سٹرامونیم کا نام ہی ذہن میں آتا ہے میں نے اسے مختلف طاقتوں میں لمبا عرصہ ایسے بچوں پر استعمال کیا ہے جو ہکلاتے تھے لیکن کوئی غیر معمولی اثر ظاہر نہیں ہوا۔ یہ کافی مشکل مسئلہ ہے۔ عموماً ہکلانے کا خوف سے تعلق ہے لیکن ایسے مریضوں میں جہاں خوف وجہ نہ ہو بلکہ ہکلانے کا آغاز زبان کے جزوی فالج سے ہوا ہو تو کاسٹیکم بہترین علاج ہے۔ اس فالج کے نتیجہ میں اگر بچہ ایک دفعہ ہکلانا شروع کردے تو خوف بھی ساتھ شامل ہو جاتا ہے۔ ایسے موقع پر سٹرامونیم کے ساتھ کاسٹیکم ملا کر دیا جائے تو فالج کا اثر بہت جلد زائل ہونے لگتا ہیں حالانکہ یہ ایسی بیماری ہے جو ٹھیک ہونے میں بہت وقت لیتی ہے۔

کاسٹیکم کی بیماریوں میں اعصاب پر ایسا اثر ہوتا ہے جو اعضاء کا مستقل حصہ بن جاتا ہے۔ گلٹیاں سخت ہونے لگتی ہیں اگر فالج کا بہت لمبا اثر ہو تو اعضاء سخت ہو کر اکڑ جاتے ہیں اگر دیگر علامات بھی کاسٹیکم کی ہوں تو یہ بہترین علاج ہے دوسری دوائیں ایسی صورت میں کام نہیں کرتیں۔

ہسٹیریا بھی آہستہ آہستہ بڑھتا ہے اور اس کے دوروں میں شدت پیدا ہونے لگتی ہے یہاں تک کہ تشنج شروع ہو جاتا ہے۔ کاسٹیکم کی علامات رکھنے والا مریض بہت حساس ہوتا ہے۔ شور اور ذرا سا لمس بھی برداشت نہیں کرسکتا، سردی، گرمی دونوں ہی موافق نہیں، اچانک سردی لگنے سے اس کی تکلیفیں بہت بڑھ جاتی ہیں اور بعض اعضاء پر فالج کا حملہ ہو جاتا ہے تشنج میں بھی اس کی یہی علامات ہیں اور خاص عضلات پر تشنج کا اثر ظاہر ہوتا ہے۔ جوڑوں کے درد میں گرمی پہنچانے سے آرام آتا ہے، سوائے انگلیوں کے جوڑوں کے جہاں گرمی کے بجائے سردی سے آرام آتا ہے اس کی کھانسی میں بھی یہی مزاج ہے اور ٹھنڈے پانی سے آرام آتا ہے۔ غالباً اس کی وجہ یہ ہو کہ عام اعصاب کے مقابلہ میں انگلیوں کے اعصاب بہت باریک اور حساس ہوتے ہیں اور کناروں پر واقع ہیں اور گلے کے اعصاب بھی بہت حساس ہوتے ہیں اس لئے ان کو گرمی سے تکلیف پہنچتی ہے کاسٹیکم بے چینی پیدا کرنے والی دوا ہے۔ اس لئے یہ بعید نہیں کہ اس وجہ سے اس کے مزاج میں ایک فرق دکھائی دیتا ہے یعنی اعصاب کا یہ مزاج ہے دوا کا نہیں۔ اعصاب کا مزاج دوا پر غالب آ جاتا ہے کیونکہ اگر اعصاب ننگے ہوں تو اسے گرمی سے ضرور تکلیف پہنچتی ہے۔

کاسٹیکم کا مرگی کی بیماری کے آغاز سے بھی بہت گہرا تعلق ہے۔ مرگی کی بہت سی وجوہات ہوتی ہیں ایک مرگی وہ ہے جو دماغ کے اندر بعض غدوددوں کی وجہ سے یا کسی اور ایسی بنیادی وجہ سے جو دماغ کی بناوٹ کا حصہ بن جائے پیدا ہوتی ہے مثلاً اگر سر کا خول چھوٹا ہو اور دماغ بڑھ رہا ہو یا کوئی اور ایسی چیز جو دماغ کے اندر مستقل خرابی پیدا کردے۔ دماغ کے بعض خلیے زخمی یا ماؤف ہو جائیں۔ ایسی مرگی کا حقیقی علاج اپریشن ہے دوا وقتی آرام دے سکتی ہے لیکن مستقل علاج نہیں ہے۔ ایسے اپریشن بھی بہت نازک ہوتے ہیں اور بہت اعلیٰ درجہ کے ماہر سرجن ہی کرسکتے ہیں۔ امریکہ میں ایک ڈاکٹر ایسے اپریشن کرنے کے سلسلہ میں بہت مشہور ہوئے اور نوبل انعام کے حقدار ٹھہرے انہوں نے اسی بیماری کے حوالہ سے چونتیس ایسے اپریشن کئے جس سے وہ یہ ماننے پر مجبور ہوگئے کہ روح کا کوئی وجود ہے۔ اس کو انہوں نے MIND یعنی شعور کا نام دیا اور کہا کہ شعور دماغ یعنی BRAIN نہیں ہے بلکہ دماغ ایک کمپیوٹر مشین کی طرح مادی آلہ ہے جبکہ شعور غیرمادی ہے جو دماغ کے کمپیوٹر کو چلاتا ہے۔ یہ کسی مذہبی جنونی کا بیان کردہ مضمون نہیں ہے بلکہ دنیا کے چوٹی کے ماہر سرجن کا بیان ہے جو اپنے فن میں اتنا ماہر ہوا کہ نوبل انعام کا حقدار ٹھہرا۔ اس نے اپنے تجربہ سے معین حوالے دے کر یہ بتایا کہ یہ اپریشن وہاں کامیاب ہوتے ہیں جہاں دماغ کے اندر بناوٹی خرابیاں پیدا ہوچکی ہوں اور کوئی دوا ان کا علاج نہیں ہے۔ ان کیسز کے علاوہ جو بھی مرگی کے مریض ہیں وہ خدا کے فضل سے قابل علاج ہیں اور ان کی شفا کا امکان اس بات پر منحصر ہے کہ بعینہ وہ وجہ معلوم ہو جائے جس سے مرگی کا آغاز ہوا تھا۔ اگر اچانک ٹھنڈ لگ جائے اور اس کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی اعصابی کمزوری یا انفکشن کی وجہ سے مرگی کے دورے پڑنے لگیں یا کسی جذباتی صدمہ یا خوف کی وجہ سے مرگی شروع ہو جائے تو اس کا کاسٹیکم سے گہرا تعلق ہے اور کاسٹیکم سے علاج بہت مفید ثابت ہوسکتا ہے اگر آہستہ آہستہ طاقت بڑھائی جائے اور لمبا عرصہ مسلسل استعمال کی جائے۔ ایک دوا کیوپرم ہے جو مرگی میں بہت کام آتی ہے اور وقتی طور پر فائدہ دینے میں سب سے زیادہ مؤثر دوا ہے لیکن اس کی خاص علامات ہیں انگلیوں سے تشنج شروع ہوتا ہے مریض کا چہرہ نیلا ہو جاتا ہے اور مونہہ سے جھاگ نکلتی ہے۔ قابل غور چیز یہ ہے کہ مرض کا آغاز کیسے ہوا ہے اور مرض جب شروع ہوتا ہے تو دورے کے آغاز کی کیا علامات ہیں۔ یہ دونوں چیزیں صحیح دوا کی تشخیص میں بہت مددگار بن سکتی ہیں۔ کیوپرم کی بیماری کا آغاز انتڑیوں سے ہوتا ہے مثلاً مریض کو ایسا ہیضہ ہو جس میں تشنجات بہت نمایاں ہوں۔ اسہال بہت کھلے نہ ہوں۔ وقفہ وقفہ سے اینٹھن ہوتی ہو تو کیوپرم کی علامت ہے خصوصاً ہاتھ پاؤں مڑ جائیں اور چہرے پر نیلاہٹ پیدا ہو۔ ایسے مریض کو اگر اینٹی بائیوٹک دوا سے شفا دے دی جائے تو مستقل مرگی کے مریض بن جاتے ہیں کیونکہ وہ گہری بنیادی مرض جس کی وجہ سے مریض اس حالت میں پہنچا ہے اس کو شفا نہیں ہوئی بلکہ علامتیں صاف ختم کر دی گئیں۔ کچھ ایسے مریض جب مرگی کا شکار ہوئے تو انہیں کیوپرم دینے سے مستقل فائدہ ہوا کیونکہ میں لمبے عرصہ تک ایسے مریضوں کا علاج کرتا رہا ہوں۔ شروع شروع میں جب بیماری شدید تھی تو جلد جلد کیوپرم استعمال کرنا پڑتی تھی جب دوروں کے وقفے لمبے ہوئے تو دوا کے وقفے بھی بڑھا دیتا تھا اور طاقت بھی ۳۰ سے ۲۰۰ تک کر دیتا تھا۔ اللہ کے فضل سے ایسے مریضوں کی طرف سے یہی اطلاع ملتی رہی کہ وہ ٹھیک ہیں۔ لیکن اگر کوئی ایسی بیماری پیدا ہو جائے جو انتڑیوں میں گہری سوزش پیدا کردے اور ان دبی ہوئی رگوں کو چھیڑ دے جو کیوپرم کے مزاج کی مرگی پیدا کرنے والی تھیں اس لئے تحکم کے ساتھ یہ دعویٰ نہیں کرنا چاہئے کہ یہ مستقل علاج ہے۔ امکانات موجود ہیں جن پر ہم بحث کر سکتے ہیں۔

کاسٹیکم کی ایک علامت یہ ہے کہ اگر جلدی امراض کو دبا دیا جائے تو دماغی امراض پیدا ہوتے ہیں۔ یہ بہت عجیب بات ہے کہ جلدی امراض کو دبا دیا جائے تو ان کا اثر کہاں کہاں ظاہر ہوتا ہے۔ ایگزیما دب جائے تو بعض اوقات بہت سخت قسم کی ذیابیطس کا حملہ ہو جاتا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ایگزیما نے اندر اصل بیماری پر اثر کیا ہے اور جب اس مرض کا علاج کیا جائے تو ایگزیما واپس جلد پر آ جاتا ہے۔ ایک دفعہ ایک مریض کو ڈاکٹر نے ایگزیما کی دوا دی، جلد فوراً صاف ہوگئی لیکن ذیابیطس کا شدید حملہ ہوا۔ میں نے انہیں ایگزیما کی علامات کے مطابق رسٹاکس ۱۰۰۰ دی تو ذیابیطس بالکل ٹھیک ہوگئی اور ایگزیما دوبارہ جلد پر ظاہر ہوگیا۔ اگر لمبا عرصہ گزر جائے اور صحیح علاج نہ ہو تو دونوں بیماریاں ساتھ ساتھ چلتی ہیں اور ٹھیک نہیں ہوتیں۔ جلدی امراض کے ادلنے بدلنے سے انتڑیوں پر بھی حملہ ہوتا ہے اس کی چوٹی کی مثال کروٹون ہے۔ اونچی طاقت میں کروٹون نچلے دھڑ کی شدید کھجلی کو دور کر سکتی ہے اور اس پیچش کا بھی علاج ہے جو ایسی کھجلی کو دبا دینے کے نتیجہ میں پیدا ہوجاتی ہے اور مستقل انتڑیوں کا حصہ بن جاتی ہے۔ اسی طرح ایگزیما کے دبانے سے رحم کے اندرونی حصوں پر بھی حملہ ہوتا ہے۔ یہ مضمون ابھی تحقیق طلب ہے کہ عورتوں کے وقتی یا مستقل بانجھ پن کی کیا وجوہات ہیں۔ اس ضمن میں یاد رکھنا چاہئے کہ ایگزیما بھی ایک امکان ہوسکتا ہے۔

سلفر اور رسٹاکس کی جلدی امراض رحم، انتڑیوں یا پھیپھڑوں میں منتقل ہوتی ہیں۔ کروٹون کی جلدی امراض بھی انتڑیوں میں ظاہر ہوتی ہیں۔ رسٹاکس کی علامات رکھنے والی بیماری جو انتڑیوں میں پیدا ہوتی ہے وہ سلفر اور کروٹون کی بیماریوں سے مختلف ہوتی ہے۔ سلفر کی بیماریوں کا کچھ تعلق جلد سے بھی ہے۔ بواسیر، انتڑیوں کی سوزش اور جگر کی خرابی وغیرہ سلفر کی خاص علامات ہیں۔ کروٹون میں شدید پیچش اور اسہال شروع ہو جاتے ہیں اس کی جلدی امراض زیادہ تر جسم کے نچلے حصہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر کو ایگزیما کی پرانی تکلیف تھی۔ انہیں قیام پاکستان کے وقت کیمپوں میں قیام کے دوران گندی غذا کے استعمال کی وجہ سے پیچش ہوگئی جو علاج سے ٹھیک ہوگئی لیکن ایگزیما ہوگیا۔ میں نے انکی بیماری کے پس منظر کو مدنظر رکھ کر کروٹون ایک ہزار طاقت میں دی۔ اللہ کے فضل سے ایک خوراک ہی سے شفا ہوگئی اور ایگزیما بالکل دور ہوگیا اور پھر پیچش دوبارہ نہیں ہوئی۔ پس اگر دونوں طرف کی علامتیں ذہن میں ہوں تو ایک طرف کا علاج کرنے سے دوسری طرف بیماری ظاہر نہیں ہوتی۔ اگر غلط دوا دے دیں تو ایک طرف سے دب کر دوسری طرف ضرور ظاہر ہوگی۔

ابراٹینم میں بھی انتقال مرض پایا جاتا ہے اس میں عضلات کی بیماریاں دوسرے عضلات میں منتقل ہو جاتی ہیں۔ کن پیڑے عموماً نیچے اتر کر اعضائے تولید میں منتقل ہو جاتے ہیں اور بائی کی دردیں دل کی درد میں منتقل ہو جاتی ہیں، انفلوئنزا کو بھی اگر دبا دیا جائے تو دل پر شدید اثر پڑتا ہے اس کا علاج انفلوئنزم ہے۔ اس سے بعض دفعہ کچھ انفلوئنزا واپس بھی آ جاتا ہے۔ عموماً کتابوں میں اس کا علاج سپائجیلیا بتایا گیا ہے لیکن میرے تجربہ میں ایسی صورت میں سپائجیلیا اتنی کامیاب ثابت نہیں ہوئی۔ انفلوئنزم اللہ کے فضل سے بہت اچھا کام کرتی ہے۔ اسہال قبض میں ادلنے بدلنے کی دوا بھی ابراٹینم ہے۔ اپیس میں پیٹ کی سوزش اور قبض اسہال میں بدل جاتی ہے لیکن یہ ادلتے بدلتے نہیں بلکہ قبض آہستہ آہستہ اسہال میں بدلتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ انتڑیوں میں سوزش اور ورم ہو جاتی ہے اور ہاتھ لگانے سے درد اور بے چینی ہوتی ہے۔ جب وہ ورم ٹھیک ہوتی ہے تو انتڑیوں کے ذریعہ پانی باہر نکالتی ہے اور اچانک پانی کے دست شروع ہو جاتے ہیں یہ ادلنے بدلنے کے مشابہ کیفیت نہیں ہے ایپوسائینم میں بھی انتڑیوں کی سوزش اسہال میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

سمی سی فیوجا میں اگر ماہانہ نظام رک جائے تو دماغی امراض پیدا ہو جاتے ہیں اور ان دماغی امراض میں نیٹرم میور مفید ہے۔

اگر بچے کو شدید قبض ہو اور الٹیاں آتی ہوں معدے اور جگر کی خرابی کی کوئی علامت نہیں ہوتی لیکن دودھ پیتے ہی فوراً الٹ دیتا ہے اس بیماری کا تعلق دماغ سے ہے اور اسے زبردستی کسی دوا سے ٹھیک کردیا جائے تو ایسا بچہ پاگل ہو جاتا ہے اس لئے اس کا معروف اور معلوم علاج ایتھوزا ہے۔ گرم موسم میں تکلیفیں بڑھتی ہیں اور گرمی براہ راست سر پر اثرانداز ہوتی ہے۔ ایسا بچہ سردی میں نسبتاً کم بیمار ہوتا ہے۔ بیرونی گرمی اور پیٹ میں دودھ کا گرم ہونا دونوں کے مزاج ملتے جلتے ہیں اسے یاد رکھیں۔

سر درد جو فالج پر منتج ہو جائے اس میں کاسٹیکم چوٹی کی دوا ہے۔ بعض قسم کی سر درد سے مریض وقتی طور پر اندھا ہو جاتا ہے اگر ایسی سر درد سے بینائی جاتی رہے لیکن کچھ عرصہ کے بعد واپس آ جائے اور کوئی فالجی علامت ظاہر نہ ہو تو کاسٹیکم کی بجائے جلسیمم زیادہ مؤثر دوا ہے۔ اگر فالجی علامتیں ظاہر ہوں تو پھر کاسٹیکم دوا ہے۔

آنکھوں کے چھپر کا تدریجی فالج جو آہستہ آہستہ بڑھتا ہے کاسٹیکم کا مطالبہ کرتا ہے یہ مرض چونکہ سست رفتار ہے اس لئے شفا کا عمل بھی وقت چاہتا ہے مستقل مزاج سے علاج جاری رکھنا چاہئے کبھی کبھی سلفر کے ساتھ ادلنا بدلنا بھی مفید ثابت ہوتا ہے۔

بعض اوقات آنکھوں میں مختلف قسم کے دھبے نظر آتے ہیں۔ سبز رنگ کے دھبے کاسٹیکم کی خصوصی علامت ہے۔ کاسٹیکم میں موکے بھی بہت ہوتے ہیں۔ اگر باریک اور نرم نرم ہوں تو تھوجا اور میڈورائینم دونوں مفید ہیں لیکن اگر بہت بڑے بڑے اور بہت سے موکے ہوں تو کاسٹیکم اور نائٹرکم زیادہ مفید ہیں ان دونوں کے موکے الگ الگ پہچانے جاتے ہیں۔ کاسٹیکم کے موکے چہرے اور ناک پر نکلتے ہیں۔ ناک پر موٹا سا موہکا نکل آئے تو یہ کاسٹیکم کی خاص نشانی ہے باقی اور کسی دوا میں یہ علامت نہیں ہے۔

اینٹی مونیم کروڈ بھی موہکوں کے لئے مفید ہے اس میں موکے ہاتھ اور پاؤں پر نکلتے ہیں، انگلیوں کے جوڑوں پر اور ناخنوں کے اردگرد بھی بہت بھدے سے موکے نکل آتے ہیں۔ نائٹرک ایسڈ کے موکے بہت کٹے پھٹے کینسر کے پھوڑے کی طرح کے ہوتے ہیں۔ نائٹرک ایسڈ اور اینٹی مونیم کروڈ ایسے موہکوں میں بہت مفید ہیں اور جلد بالکل صاف ہو جاتی ہے۔ تھوجا کہیں کہیں کام کرتی ہے اگر ویسے ہی احتیاطاً دے دی جائے تو کوئی حرج نہیں ہے اور کوئی نقصان نہیں پہنچاتی۔ اگر بالکل شروع میں جبکہ موکے بہت نرم ہوں تو تھوجا دی جاسکتی ہے۔ اگر سر میں چھوٹے چھوٹے موکے ہو جائیں تو میڈورائینم اور تھوجا مفید ہیں۔ گہرے نیلے رنگ کا موہکہ ہو جو سب سے زیادہ خطرناک ہوتا ہے اس کے لئے انتھریکس زہر سے تیار کی جانے والی دوا انتھراسینم مؤثر ہے۔ اگر سیاہی مائل موہکہ ہو تو اس میں آرنیکا بھی کام آتا ہے۔ عموی قدرتی رنگوں کی تبدیلی (Pigmentation) میں آرنیکا کام آتا ہے لیکن ضروری نہیں ہے کیونکہ آرنیکا کی رنگوں کی تبدیلی چوٹوں، دردوں اور سوزش سے تعلق رکھتی ہے لیکن جس رنگ کی تبدیلی میں سوزش کا کوئی تعلق نہ ہو وہاں آرنیکا دوا نہیں ہے اس میں ایسی دوائیں ہیں جو Adunalcontest پر اثرانداز ہونے والی ہیں۔ آرسنک ایک بہت اہم دوا ہے۔ Arsenicum Sulph-Flavom 30 اور Hydrocotyle 200 بھی بہت اہم دوا ہے۔ سلفر ۲۰۰ خود بھی اس میں مفید ہے۔ ان دواؤں کا پھلبہری سے تعلق ہے۔ آرسنک سلف کا کالے رنگ کی پھلبہری سے تعلق ہے اور ہائیڈروکوٹائیل کوڑھ کی چوٹی کی دوا ہے۔ علاوہ ازیں مرکسال ۱۰۰۰ اور سرائینم ۱۰۰۰، ۲۰۰ بھی پھلبہری پر اثرانداز ہوتی ہیں۔ مرکسال عموماً اچانک اور تیز پھیلنے والی پھلبہری جس میں جلد کچی کچی ہو جاتی ہے مفید ہے اگر اونچی طاقت میں ایک خوراک دی جائے تو بہت تیزی کے ساتھ ہی بیماری واپس چلی جاتی ہے۔ پھلبہری جو آہستہ آہستہ بڑھتی ہے وہ واپس بھی آہستہ آہستہ ہی جاتی ہے۔ کالی پھلبہری میں ایک دفعہ میں نے ایک مریض کو جن کا چہرہ بدصورت کالے داغوں سے بھرا ہوا تھا آرسنک ۱۰۰۰ طاقت میں دی تو اس سے اچھے اثرات ظاہر ہوئے لیکن وہ دیرپا ثابت نہیں ہوئے پھر میں نے آرسنک سلف دی تو اللہ کے فضل سے ان کا چہرہ تقریباً صاف ہوگیا اور پھر دوبارہ کبھی چہرہ ڈھانپنے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ عام سفید دھبے پھلبہری کا نشان نہیں ہیں انہیں بھورے داغ کہا جاتا ہے اور مرکسال ان میں مفید ہوتی ہے اور فلکیریا کارب بھی اچھی دوا ہے لیکن پھلبہری کی علامات یہ ہیں کہ سرخ و سفید نشان کے اندر عام جلد کے

(باقی صفحہ 11 کالم نمبر۱ پر دیکھیں)

سیٹنگ و ڈیزائیننگ : کرشن احمد۔ نورالدین چراغ۔ مصباح الدین قادیان